قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

شمائلِ احمد علیہ السلام

شائع کردہ

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

ربوہ۔ پاکستان

(ضیاء الاسلام پریس ربوہ)

خدام الاحمدیہ کا مقام

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

"میں ... خدام الاحمدیہ کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اتنا اعلیٰ درجہ کا نمونہ قائم کریں کہ نسلاً بعد نسلٍ اسلام کی روح زندہ رہے۔ اسلام اپنی ذات میں تو کامل مذہب ہے لیکن اعلیٰ سے اعلیٰ شربت کے لئے کسی گلاس کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح اسلام کی روح کو دوسروں تک پہنچانے کے لئے کسی گلاس کی ضرورت ہے اور ہمارے خدام الاحمدیہ وہ گلاس ہیں جن میں اسلام کی روح کو قائم رکھا جائے گا۔ اور ان کے ذریعہ اسے دوسروں تک پہنچایا جائے گا ...... پس ہمیشہ ہی اسلام کی روح کو قائم رکھو اسکی تعلیم کو قائم رکھو اور یاد رکھو کہ قومیں نوجوانوں کی دینی زندگی کے ساتھ ہی قائم رہتی ہیں۔"

(الفضل ۱۵ر دسمبر ۱۹۵۵ء)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِيۡمِ

عرضِ حال طبع سوم

یہ مجموعۂ روایات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عظیم رُوحانی فرزند حضرت احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شمائل پر مشتمل ہے جن کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے جو کچھ پایا وہ اپنے آقا و مطاع آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پایا ہے۔

خدا کے مامور دُنیا میں اُسوۂ حسنہ اور عمدہ نمونہ کے قیام کے لئے آتے ہیں تا لوگ ان پاک وجودوں کی اتباع کر کے اور ان کے نمونہ کو اپنا کر دین و دُنیا میں نجات پاویں اور پیروی کے نتیجہ میں خدا کی محبت حاصل کریں جو ایک لازوال دولت ہے۔ دراصل مامورینِ الٰہی کی اتباع کے ساتھ انسان اس حصار میں عافیت پاتا ہے جہاں درندوں کا خوف نہیں۔ اور اسے وہ مقام امن میسر آتا ہے جہاں کوئی خطرہ نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا سے الہام پا کر فرمایا ہے ؎

"امن است در مکانِ محبت سرائے ما"

کہ ہماری محبت کے گیت گانے والے کا مقام امن میں ہے۔

حقیقت یہی ہے کہ دنیا کے زہریلے اثرات سے محفوظ رہنے کے لئے ہر فردِ بشر کا اس مقامِ امن میں آنا لازم ہے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو خدا کے مامور کی اتباع کر کے نجات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اسی غرض کے لئے یہ مجموعہ شائع کیا گیا ہے تا خدام و اطفال اس کے مطالعہ سے تربیت حاصل کریں اور شمائل کو اپنا کر امنِ سرا میں داخل ہوں۔ مجالس اس مقصد کی تکمیل کے لئے مقامی طور پر اس کتاب کے امتحان کا اہتمام کریں اور اس بات کی نگرانی کریں کہ خدام اور اطفال ان شمائل پر عمل پیرا ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچی اتباع کی توفیق عطا کرے۔ آمین

خاکسار

اللہ بخش شاہد

معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

ربوہ

۲۰ احسان ۱۳۰۵ھش

تعارف

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے ارکان ایک مجموعہ شمائل احمد کے نام سے شائع کر رہے ہیں۔ اس مجموعہ کے مسودہ کو میں نے سرسری نظر سے دیکھا ہے اور کہیں کہیں مشورہ کے رنگ میں بعض اصلاحات کی طرف بھی توجہ دلائی ہے غلطی کا تو ہر انسانی کام میں امکان ہوتا ہے لیکن یہ مجموعہ زیادہ تر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی شائع شدہ روایات پر مبنی ہے اور کارکنوں کی نیت بھی خدا کے فضل سے صالح ہے اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ یہ مختصر مجموعہ جو بچوں اور نوجوانوں کی تربیت کی غرض سے شائع کیا جا رہا ہے انشاء اللہ مفید ثابت ہوگا کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شمائل کی تصویر صحیح طور پر پیش کی جائے تو وہ نیک اثر پیدا کرنے سے قاصر رہے۔ اس مجموعہ میں ایک اور بھی خوبی ہے اور وہ یہ کہ بوجہ اس کے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے بارے میں چشم دید حالات پر مبنی ہے جو روایات کے رنگ میں بیان کئے گئے ہیں وہ نصیحت اور اسوہ دونوں کا کام دیتا ہے۔ اور یہی دو چیزیں تربیت کی جان ہیں یعنی یہ کہ اچھی نصیحت کے ساتھ ساتھ اچھا اسوہ بھی آنکھوں کے سامنے رہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ دوست اس مجموعہ کی اشاعت سے پورا فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں گے۔

خاکسار مرزا بشیر احمد

۱۱ر دسمبر سنہ ۴۳ء مطابق ۱۱ر فتح ۱۳۲۲ ہش

پیش لفظ

— طبع اوّل —

" دینی علوم کی تحصیل کے لئے طفولیت کا زمانہ بہت ہی مناسب اور موزوں ہے ... تعلیمی طریق میں اِس امر کا لحاظ اور خاص توجہ چاہیئے کہ دینی تعلیم ابتداء سے ہی ہو۔ اور میری ابتداء سے ہی یہی خواہش رہی ہے اور اب بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو پورا کرے "

(ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام صفحہ ۶۷)

حضور علیہ السّلام کی اس خواہش کی تعمیل میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایات کے ماتحت خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے لائحہ عمل میں تعلیم و تربیتِ اطفال بھی شامل ہے۔ اِس مقصد کے حصول کے لئے دیگر ذرائع کے علاوہ اطفال و خدام کے نصاب مقرر کر کے امتحان لئے جاتے ہیں۔ اطفال یعنی سات سے پندرہ سال تک کی عمر کے بچّوں کے لئے موزوں نصاب کسی مرتبہ صورت میں نہ ملنے کے باعث مجلس ایک رسالہ اخلاقِ احمد شائع کر چکی ہے اسی سلسلہ میں یہ دوسری کتاب شائع کی جا رہی ہے جس کا نام حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب سلمہٗ ربہٗ نے **شمائلِ احمد** تجویز فرمایا ہے۔ یہ اطفال کے سنہ ۱۳۲۳ ہش / ۱۹۴۴ء دونوں امتحانوں کا نصاب ہے اور صدرِ محترم نے اخلاقِ احمد اور شمائلِ احمد کو خدام الاحمدیہ کے ایک امتحان کا بھی نصاب تجویز فرمایا ہے

مگر صرف اطفال و خدام نہیں بلکہ تمام احبابِ جماعت اس سے انشاء اللہ بیش قدر استفادہ کر سکیں گے۔ شمائلِ احمد کے ماخذ حسبِ ذیل ہیں:۔

(۱) ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (۲-۳-۴) سیرۃ المہدی حصص اوّل و دوم و سوم (۵) سیرۃ المہدی حصہ چہارم غیر مطبوعہ (۶) سلسلہ احمدیہ مرتبہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب (۷) ذکرِ حبیب از حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب (۸) حیات النبیؐ از حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ (۹) الفضل و الحکم کی بعض جلدیں۔

مجلس حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب سلمہ ربہٗ کی ازحد ممنون ہے کہ آنمحترم نے اس مجموعہ کی ترتیب میں بہت زیادہ امداد و راہ نمائی فرمائی۔ عنوانات تجویز فرمائے۔ طریق کار بتایا۔ مفصل ہدایات دیں۔ سیرۃ المہدی حصہ چہارم غیر مطبوعہ کا مسودہ عطا فرمایا۔ مسودہ شمائلِ احمد کو ملاحظہ فرما کر ضروری اصلاحات فرمائیں۔ پھر درست شدہ مسودہ کی نظرِ ثانی فرمائی اور اپنی قلمِ مبارک سے اس کا تعارف تحریر فرمایا جو زیبِ کتاب ہے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

اس سلسلہ میں کئی ایک دوستوں نے خاکسار کا ہاتھ بٹایا ہے خصوصاً مکرمی مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری نائب مہتمم نے خاص توجہ اور محنت سے کام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنی جناب سے جزائے خیر بخشے۔ آمین۔

ہماری خوش قسمتی ہوتی اگر خدام کے محبوب صدر صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ہی اس کا پیش لفظ تحریر فرماتے مگر چند ناگزیر مجبوریوں کی بناء پر

ہماری یہ خواہش تشنۂ تکمیل ہی رہی اور بالآخر صدرِ محترم نے شعبہ کو پیش لفظ تحریر کرنے کا ارشاد فرمایا۔

صدرِ محترم کے علاوہ شعبہ ہٰذا صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب نائب صدر کا بھی بے حد شکر گزار ہے جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت کی مشکلات کے حل کرنے میں ہماری اسی طرح مدد فرمائی جس طرح صدرِ محترم اپنی موجودگی میں فرماتے رہے۔ فجزاھما اللہ فی الدارین خیرًا۔

دعا ہے: اللہ تعالیٰ ہماری اس ناچیز کوشش کو اپنے کرم سے نوازے اور ہم سب کو حقیقی معنوں میں شمائلِ احمد علیہ السلام کا مظہر بنائے اور اپنے پیارے آقا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی قیادت میں پیش از پیش خدماتِ دین بجا لانے کی توفیق عطا فرمائے۔ فقط

خاکسار

مشتاق احمد مہتمم شعبۂ اطفال خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

۱۹ ماہ نبوت ۱۳۲۲ ہش

فہرست مضامین

کتاب شمائلِ احمد علیہ السلام

	صفحات
تعارف از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب سلّمہٗ ربّہٗ	۱
پیش لفظ	۲
فہرست مضامین	۵
۱۔ دین کے لئے محبت و غیرت	۷
۲۔ خدمتِ دین کا جذبہ	۱۲
۳۔ دین کی راہ میں بہادری	۱۶
۴۔ شہادت صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف صاحبؓ	۱۷
۵۔ دینی کتب سے محبت	۱۹
۶۔ بزرگانِ دین سے محبت	۲۵
۷۔ بزرگوں کا ادب و احترام	۳۴
۸۔ شعائر اللہ کا احترام	۳۵
۹۔ نماز باجماعت کی پابندی	۳۷
۱۰۔ نوافل کی طرف رغبت	۳۹
۱۱۔ دعا کی طرف رغبت	۴۱

۱۲۔ راست گفتاری	۴۷
۱۳۔ امانت و دیانت	۵۰
۱۴۔ محنت کی عادت	۵۳
۱۵۔ آرام طلبی سے نفرت	۵۵
۱۶۔ السلام علیکم کہنے کی عادت	۵۶
۱۷۔ سوالیوں کو خالی ہاتھ نہ لوٹانا	۵۶
۱۸۔ غریبوں کی امداد	۵۹
۱۹۔ مہمان نوازی	۶۰
۲۰۔ عزیزوں اور خادموں کے ساتھ شفقت	۶۲
۲۱۔ عفو کی عادت	۷۲
۲۲۔ صدمات میں صبر	۷۴
۲۳۔ سادہ زندگی	۸۰
۲۴۔ کسی کام کو اپنی عزت کے خلاف نہ سمجھنا	۸۵
۲۵۔ وفاداری	۸۸
۲۶۔ افسروں کی اطاعت	۹۰
۲۷۔ عدل و انصاف	۹۲
۲۸۔ رحم دلی	۹۳
۲۹۔ گالی گلوچ سے پرہیز	۹۵

۱۔ دین کیلئے محبّت و غیرت

(۱) حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا۔

"مجھے سب سے زیادہ ایک بوڑھے شخص (سردار جھنڈا سنگھ آنجہانی) کی شہادت پسند آیا کرتی ہے جو آپ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کا بچپن کا واقف ہے۔ وہ آپ کا ذکر کر کے بے اختیار رو پڑتا ہے سُنایا کرتا ہے کہ ہم کبھی آپ کے پاس آکر بیٹھتے تھے تو آپ ہمیں کہتے کہ جا کر میرے والد صاحب سے سفارش کرو کہ وہ مجھے خدا اور دین کی خدمت کرنے دیں اور دنیوی کاموں سے معاف رکھیں۔ پھر وہ شخص یہ کہہ کر رو پڑتا کہ وہ تو پیدائش ہی سے ولی تھے۔"

(احمدیت یعنی حقیقی اسلام صـ۱۰۶)

(۲) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ :۔

"پادریوں نے چھ کروڑ کے قریب کتابیں اسلام کے خلاف شائع کی ہیں۔ میرے نزدیک وہ مسلمان نہیں ہیں جو ان حملوں کو دیکھیں اور سُنیں اور اپنے ہم و غم میں مبتلا رہیں اس وقت جو کچھ کسی سے ممکن ہو اسلام کی تائید کیلئے کرے اور اس قلمی جنگ میں اپنی وفاداری دکھائے۔"

(ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد اوّل صـ۲۱)

(۳) حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کی روایت ہے کہ :۔

"میرا ایک کلاس فیلو تھا جس کا نام محمد عظیم ہے جو پیر جماعت علی شاہ سیالکوٹی کا مرید ہے۔ وہ مجھ سے بیان کرتا تھا کہ میرا بھائی کہا کرتا تھا کہ ایام جوانی

ہیں جب مرزا صاحب کبھی کبھی امرتسر آتے تھے تو میں ان کو دیکھتا تھا کہ وہ پادریوں کے خلاف بڑا جوش رکھتے تھے۔ اس زمانہ میں عیسائی پادری بازاروں وغیرہ میں عیسائیت کا وعظ کیا کرتے تھے اور اسلام کے خلاف زہر اُگلتے تھے مرزا صاحب ان کو دیکھ کر جوش سے بھر جاتے تھے اور ان کا مقابلہ کرتے تھے۔۔"

(سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص۲۵۴)

(۴) حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی ؓ نے بیان کیا کہ :۔

" حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کو دورانِ سر کا عارضہ تھا۔ ایک طبیب کے متعلق سُنا گیا کہ وہ اس میں خاص ملکہ رکھتا ہے اسے بلوایا گیا (کرایہ بھیج کر کہیں دُور سے) اس نے حضور کو دیکھا اور کہا کہ دو دن میں آپ کو آرام کر دوں گا۔ یہ سُن کر حضرت صاحب اندر چلے گئے اور حضرت مولوی نورالدین صاحب کو رقعہ لکھا کہ اس شخص سے میں علاج ہرگز نہیں کرانا چاہتا یہ کیا خدائی کا دعویٰ کرتا ہے اس کیلئے واپسی کرایہ کا روپیہ اور مزید بیس پچیس روپے بھیج دیئے کہ یہ دیکر اسے رخصت کر دو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا" (سیرت المہدی حصہ چہارم غیر مطبوعہ ص۱۰۲۹)

(۵) جناب میاں خیرالدین صاحب سیکھوانی نے بیان کیا کہ "جن ایّام میں عبداللہ آتھم عیسائی کے ساتھ مباحثہ شروع ہو گیا تھا موسم گرما تھا اکثر پانی کی ضرورت پڑتی تھی لیکن پانی اپنے ساتھ لے جایا جاتا تھا اور عیسائیوں کے کنوئیں کا پانی نہیں لیا جاتا تھا کیونکہ عیسائی قوم حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والی ہے لہذا (حضرت مسیح موعود علیہ السّلام اس موقع پر) ان کے چاہ کا پانی پینا پسند نہ فرماتے تھے۔" (سیرت المہدی حصہ چہارم غیر مطبوعہ ص۱۰۳۳)

(۶) جناب مولوی ذوالفقار علی خان صاحب نے بیان کیا کہ :-

" دوران قیام مقدمہ کرم دین حضور علیہ السلام کچہری گورداسپور کی عمارت کے متصل پختہ سڑک کے کنارے شیشم کے درختوں کے نیچے دری کے فرش پر تشریف فرما ہوا کرتے تھے.. خواجہ صاحب (کمال الدین) نے حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ جج صاحب (خدا بخش صاحب) نے کہا ہے کہ مقدمہ کرنا حضرت کی شان کے خلاف ہے اور صلح ہو جانا ہی اچھا ہے اور مجھے تاکید کی ہے کہ حضور سے عرض کروں، حضرت اقدس اُٹھ کر بیٹھ گئے اور چہرہ سُرخ ہو گیا اور فرمایا آپ نے کیوں نہ کہہ دیا کہ صُلح اس معاملہ میں ناممکن ہے۔ کرم دین کا الزام ہے کہ میں اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہوں۔ پس یہ تو خدا کے ساتھ جنگ ہے.... اور اگر میں صُلح کر لوں تو گویا اپنے دعویٰ نبوت کو خود جھوٹا ثابت کر دوں۔ دیر تک حضرت اس معاملہ میں کلام فرماتے رہے اور چہرہ پر آثار ناراضگی تھے یہاں تک کہ کھڑے ہو گئے اور ٹہلنے لگے۔"

(سیرت المہدی حصہ چہارم غیر مطبوعہ صفحہ ۱۲۰)

(۷) حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ کی روایت ہے کہ :-

" حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی فطرت میں تبلیغِ اسلام کا جوش اس قدر تھا کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ بعض اوقات مجھے خطرہ ہوتا ہے کہ اس جوش سے میرا دماغ نہ پھٹ جائے۔" (حیات النبیؐ صفحہ ۱۵۰)

(۸) حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ کی روایت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا :-

" میری جائداد کا تباہ ہونا اور میرے بچوں کا آنکھوں کے سامنے ٹکڑے ٹکڑے

ہونا مجھ پر آسان ہے بہ نسبت دین کی ہتک اور استخفاف کے دیکھنے اور اس پر صبر کرنے کے۔" (حیات النبیؐ صفحہ ۱۶۰)

(۹) حضرت شیخ یعقوب علی صاحبؓ کی روایت ہے کہ:۔

"۵ر فروری ۱۹۰۱ء کو قادیان کے مدرسہ تعلیم الاسلام کے لڑکوں کا گیند بلا کھیلنے کا میچ (مقابلہ) تھا۔۔حضرت اقدسؑ کے ایک صاحبزادہ نے بچپن کی سادگی میں آپ کو کہا کہ:۔

ابا! تم کیوں کرکٹ پر نہیں گئے؟

فرمایا:۔" وہ تو کھیل کود کر واپس آجائیں گے مگر میں وہ کرکٹ کھیل رہا ہوں جو قیامت تک باقی رہے گا۔" (حیات النبیؐ صفحہ ۱۰۸)

(۱۰) حضرت منشی ظفر احمد صاحب مرحوم کپورتھلوی نے بیان کیا کہ:۔

"ایک شخص نے عیسائیوں کے خلاف ایک کتاب لکھی میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور وہ کتاب پیش کی حضورؑ نے ہاتھ سے کتاب پرے کر دی کہ جب مسلمانوں کے سینکڑوں ایچے عیسائی ہو گئے اس وقت کتاب نہ لکھی اب جو مصنف کا اپنا لڑکا عیسائی ہو گیا تو یہ کتاب لکھی۔ اس میں برکت نہیں ہو سکتی۔"

(سیرت المہدی حصہ چہارم غیر مطبوعہ صفحہ ۱۰۳۵)

(۱۱) حضرت منشی ظفر احمدؓ صاحب کپورتھلوی نے بیان کیا کہ:۔

"ایک دفعہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام لدھیانہ میں قیام پذیر تھے میں اور محمد خانؓ صاحب مرحوم ڈاکٹر صادق علی صاحب کو لے کر لدھیانہ گئے (ڈاکٹر صاحب کپورتھلہ کے رئیس اور علماء میں سے شمار ہوتے تھے) کچھ عرصہ کے بعد حضور مہندی

لگوانے لگے۔ اس وقت ایک آریہ آگیا جو ایم۔ اے تھا۔ اس نے کوئی اعتراض اسلام پر کیا۔ حضرت صاحب نے ڈاکٹر صاحب سے فرمایا آپ ان سے ذرا گفتگو کریں تو میں مہندی لگوا لوں۔ ڈاکٹر صاحب جواب دینے لگے مگر اس آریہ نے جو جوابی تقریر کی تو ڈاکٹر صاحب خاموش ہو گئے۔ حضرت صاحب نے یہ دیکھ کر فوراً مہندی لگوانی چھوڑ دی اور اسے جواب دینا شروع کیا اور قریباً وہی تقریر کی جو ڈاکٹر صاحب نے کی تھی مگر اس تقریر کو ایسے رنگ میں بیان فرمایا کہ وہ آریہ حضور کے آگے سجدہ میں گر پڑا۔ حضور نے ہاتھ سے اسے اُٹھایا۔ پھر وہ دونوں ہاتھوں سے سلام کر کے پچھلے پیروں ہٹتا ہُوا واپس چلا گیا۔" (سیرت المہدی حصہ چہارم غیر مطبوعہ ص۱۰۳۲)

(۱۲) حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ نے بیان کیا کہ:-

"لدھیانہ کا واقعہ ہے کہ ایک دفعہ سر درد کا دَورہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس قدر سخت ہُوا کہ ہاتھ پیر برف کی مانند سرد ہو گئے۔ مَیں نے ہاتھ لگا کر دیکھا تو نبض بہت کمزور ہو گئی تھی۔ آپ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ اسلام پر کوئی اعتراض یاد ہو تو اس کا جواب دینے سے میرے بدن میں گرمائی آجائے گی اور دَورہ موقوف ہو جائے گا۔ مَیں نے عرض کی کہ حضور اس وقت تو مجھے کوئی اعتراض یاد نہیں آتا۔ فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت میں کچھ اشعار آپ کو یاد ہوں تو پڑھیں۔ مَیں نے براہین احمدیہ کی نظم ؎

"اے خدا اے چارۂ آزارِ ما"

خوش الحانی سے پڑھنی شروع کی اور آپ کے بدن میں گرمائی آنی شروع ہو گئی۔ پھر آپ لیٹے رہے اور سُنتے رہے۔ پھر مجھے ایک اعتراض یاد آگیا۔۔ جب مَیں نے

یہ اعتراضات سنائے تو حضور کو جوش آگیا اور فوراً آپ بیٹھ گئے اور بڑے زور کی تقریر جواباً کی۔ اور بہت سے لوگ بھی آگئے اور دورہ ہٹ گیا۔"

(سیرت المہدی حصہ چہارم غیر مطبوعہ ص۱۰۱ بحوالہ)

۲۔ خدمتِ دین کا جذبہ

(۱) حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے بیان کیا کہ ایام جلسہ دسمبر ۱۹۰۵ء بہشتی مقبرہ میں بیٹھے ہوئے حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کا ذکر حضورؑ نے فرمایا:-

"پچھلے دنوں میں ان کو ایک نوکری دو سو روپے کی ملتی تھی مگر انہوں نے صاف انکار کر دیا۔ خاکسار کے ساتھ انہوں نے اپنی زندگی گزاری صرف عربی کتابوں کے دیکھنے کا شوق رکھتے تھے۔ اسلام پر جو اندرونی و بیرونی حملے پڑتے تھے ان کے اندفاع میں اپنی عمر بسر کر دی۔ باوجود اس قدر بیماری اور ضعف کے ان کی قلم چلتی رہتی تھی۔" (ذکر حبیب ص۱۳۶)

(۲) حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ نے بیان کیا کہ:-

"حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ بیان فرمایا کرتے تھے کہ ہر نبی کا ایک کلمہ ہوتا ہے۔ مرزا صاحب کا یہ کلمہ ہے "میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔" (سیرت المہدی حصہ سوم ص۹۷)

(۳) حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ:-

"یہاں (قادیان) سے جنوب کی طرف ایک گاؤں ہے کاہلواں اس کا نام ہے۔ وہاں کا ایک سکھ مجھے اکثر ملنے کے لئے آیا کرتا تھا۔ اسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ایسی محبت تھی کہ باوجود سکھ ہونے کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

قبر پر جا کر سلام کیا کرتا۔ دُعا کا طریق ان میں نہیں ... (یہ سکھ ایک دفعہ) کہنے لگا ہمارا آپ کے خاندان سے پُرانا تعلق ہے۔ میرا باپ بھی آپ کے دادا کے پاس آیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ جب وہ آیا تو میں اور میرا ایک بھائی بھی ساتھ تھا اس وقت ہم چھوٹی عمر کے تھے۔ آپ کے دادا صاحب افسوس سے میرے باپ سے کہنے لگے مجھے بڑا صدمہ ہے اب میری موت کا وقت قریب ہے میں اپنے اس لڑکے (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کو بہت سمجھاتا ہوں کہ کوئی کام کرے مگر یہ کچھ نہیں کرتا۔ کیا میرے مرنے کے بعد یہ اپنے بھائی کے ٹکڑوں پر پڑا رہے گا پھر کہنے لگے لڑکے لڑکوں کی بات مان لیتے ہیں تم جا کر اُسے سمجھاؤ اور پوچھو کہ اسکی کیا مرضی ہے۔ ہم دونوں بھائی گئے۔ دوسرے بھائی کو تو میں نے نہیں دیکھا وہ پہلے فوت ہو چکا ہے مگر جس نے یہ بیان کیا وہ مجھ سے ملتا رہتا ہے اس نے بتایا کہ ہم آپ کے والد (یعنی حضرت مسیح موعودؑ) کے پاس گئے اور جا کر کہا کہ آپ کے باپ کو شکوہ ہے کہ آپ کوئی کام نہیں کرتے آپ کا کیا ارادہ ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بات سُن کر فرمایا کہ بڑے مرزا صاحب خواہ مخواہ فکر کرتے ہیں میں نے جس کا نوکر ہونا تھا اس کا نوکر ہو چکا ہوں۔ اس پر آپ کے دادا صاحب نے کہا اگر وہ یہ کہتا ہے تو ٹھیک کہتا ہے۔" (الفضل ۲۸ جنوری سنہ ۱۹۳۵ء والحکم ۲۸ مئی ۱۹۳۵ء صفحہ ۲)

(۴) حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ نے بیان کیا کہ :۔

"ایک دفعہ لالہ ملاوامل نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک مرتبہ مرزا صاحب یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے ایک صندوقچی کھول کر دکھائی تھی جس میں انکی ایک کتاب کا مسودہ رکھا ہوا تھا اور آپ نے مجھ سے کہا کہ یہ میری جائداد ہے

مال سب یہی ہے۔" (یہ مسودہ براہین احمدیہ کا تھا) (سیرت المہدی حصہ اول ص۲۳ ۱۲)

(۵) حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے بیان کیا کہ:۔

" غالباً ۱۹۰۳ء یا ۱۹۰۴ء کا واقعہ ہے کہ اخباروں میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ شاہِ جاپان کو ایک نئے مذہب کی تلاش ہے اور اس غرض کے لئے جاپان میں ایک کانفرنس ہونے والی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں اس کا ذکر ہوا تو حضورؑ نے فرمایا کہ ہم ایک مضمون لکھ کر مفتی محمد صادق صاحب کو وہاں بھیج دیں گے تاکہ یہ اس کانفرنس میں ہمارا مضمون پڑھ دیں۔ پھر فرمایا مفتی صاحب ایک بہادر آدمی ہیں۔ اس کے بعد اس کانفرنس کی زیادہ وقعت کا چرچا ہوا اور تجویز ہوئی کہ مولوی عبدالکریم صاحب اور مولوی محمد علی صاحب بھی وہاں بھیجے جائیں لیکن ان دنوں تاجر سرفراز حسین صاحب جاپان پہنچے اور انہوں نے وہاں سے ہندوستان کے اخباروں کو خط لکھے کہ یہ خبر بالکل غلط ہے یہاں کوئی کانفرنس ہونے والی نہیں اس واسطے یہ بات درمیان ہی رہ گئی۔" (ذکرِ حبیب صفحہ ۴۲)

(۶) حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلویؓ نے بیان کیا کہ:۔

"ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام لدھیانہ میں تھے کہ میں حاضرِ خدمت ہوا۔ حضورؑ نے فرمایا کہ اس وقت اشتہار طبع کرانے کی ضرورت ہے کیا آپ کی جماعت ۶۰ روپے کا خرچ برداشت کرلے گی۔ میں نے اثبات میں جواب دیا اور فوراً کپورتھلہ واپس آکر اپنی اہلیہ کی سونے کی تلڑی فروخت کر دی اور احباب میں سے کسی سے ذکر نہ کیا اور ۶۰ روپے لے کر اُڑ گیا اور لدھیانہ جا کر حضور کے سامنے یہ رقم پیش کر دی۔ چند روز بعد منشی اروڑا صاحب لدھیانہ آگئے ہیں وہیں تھا

ان سے حضورؑ نے ذکر فرمایا کہ آپ کی جماعت نے بڑے اچھے موقع پر امداد کی ہے منشی اروڑا صاحب نے عرض کی کہ حضور مجھے یا جماعت کو تو پتہ بھی نہیں حضور کس امداد کا ذکر فرماتے ہیں۔ اس وقت منشی اروڑا صاحب کو اِس بات کا علم ہُوا کہ میں اپنی طرف سے روپیہ دے آیا ہوں۔ اِس پر وہ مجھ سے ناراض ہوئے کہ تم نے مجھے کیوں نہ بتایا میں اس ثواب سے محروم رہا حضرت صاحبؑ سے بھی عرض کی حضور نے فرمایا منشی صاحب خدمت کرنے کے لئے بہت سے موقعے آئینگے آپ گھبرائیں نہیں۔ مگر اس بناء پر منشی صاحب چھ ماہ تک مجھ سے ناراض رہے۔"

(سیرت المہدی حصہ سوم ص ۲۶)

(۷) حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے بیان کیا کہ:۔

"اکتوبر ۱۹۰۷ء میں حضرت مسیح موعودؑ نے ایک تقریر کی ... اور فرمایا حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کا نمونہ دیکھنا چاہیئے وہ ایسے نہ تھے کہ کچھ دین کے ہوں اور کچھ دنیا کے بلکہ وہ خاص دین کے بن گئے تھے اور اپنا جان و مال سب اسلام پر قربان کر چکے تھے۔ ایسے ہی آدمی ہونے چاہئیں جو سلسلہ کے واسطے مبلغین اور واعظین مقرر کئے جائیں۔ وہ قانع ہونے چاہئیں اور دولت و مال کا ان کا فکر نہ ہو۔ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب کسی کو تبلیغ کے واسطے بھیجتے تھے تو وہ حکم پاتے ہی چل پڑتا تھا۔ نہ سفر خرچ مانگتا تھا اور نہ گھر والوں کے افلاس کا عذر پیش کرتا تھا۔ یہ کام اس سے ہو سکتا ہے جو اپنی زندگی کو اس امر کے لئے وقف کر دے۔ متقی کو خدا تعالیٰ آپ مدد دیتا ہے۔" (ذکر حبیب ص ۱۵۲)

(۸) شیخ عبدالحق صاحب ساکن وڈالہ بانگر تحصیل و ضلع گورداسپور نے بیان کیا کہ:۔

"ایک دفعہ حضورؑ نے شاہ لطف اللہ شاہ صاحب ساکن رتڑ چھتڑ سے فرمایا" شاہ صاحب، جب انسان دنیا کو چھوڑتا ہے اور مولا کریم کی طرف اس کی توجہ مبذول ہو جاتی ہے تو وہ آگے آگے دوڑتا ہے اور دنیا اس کے پیچھے پیچھے دوڑتی ہے لیکن جب انسان خدا سے مونہہ موڑ لیتا ہے اور دنیا کے پیچھے پڑتا ہے تو اس وقت دنیا آگے آگے دوڑتی ہے اور وہ پیچھے پیچھے جاتا ہے۔"

(سیرت المہدی حصہ سوم ۱۷۱)

۴۔ دین کی راہ میں بہادری

(۱) حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ:۔

"دہلی میں۔۔۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ۱۷ ر اکتوبر ۱۸۹۱ء کو ایک اشتہار شائع فرمایا جس کے اندر۔۔۔ لکھا کہ اب میں نے حفظ امن کا انتظام کر لیا ہے اور جس تاریخ کو مولوی سید نذیر حسین پسند کریں ان کے ساتھ مباحثہ کرنے کے لئے حاضر ہو جاؤں گا۔۔ چنانچہ یہ فیصلہ ہوا کہ ۲۰ ر اکتوبر ۱۸۹۱ء کو فریقین جامع مسجد دہلی میں جمع ہو کر مسئلہ حیات و ممات مسیح ناصری میں بحث کریں۔۔ چنانچہ ۲۰ ر اکتوبر ۱۸۹۱ء کو ہزارہا لوگ جامع مسجد میں جمع ہو گئے اور شہر میں ایک خطرناک جوش پیدا ہو گیا۔ بعض خدام نے حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ حضور لوگوں کی طبائع میں خطرناک اشتعال ہے اور امن شکنی کا

سخت اندیشہ ہے بہتر ہے کہ حضور تشریف نہ لے جائیں کیونکہ لوگوں کی نیت بخیر نہیں ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا اب تو کسی صورت میں بھی رُک نہیں سکتے کیونکہ ہم نے خود دعوت دی ہے اور پیچھے رہنے والوں پر لعنت بھیجی ہے پس خواہ کیسی ہی خطرناک حالت ہے ہم خدا کے فضل اور اس کی حفاظت پر بھروسہ کر کے ضرور جائیں گے۔ چنانچہ آپ نے بعض دوستوں کو مکان پر حفاظت کے لئے مقرر فرمایا اور روانہ ہو گئے۔۔۔" (سیرت المہدی حصہ دوم ص۱۲۳)

۶۔ شہادت صاحبزادہ مولوی عبداللطیف صاحبؓ

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم۔اے تحریر فرماتے ہیں:۔

"۱۹۰۲ء کے آخر میں افغانستان کے علاقہ خوست کے ایک معزز رئیس مولوی عبداللطیف صاحبؓ حضرت مسیح موعودؑ کا نام سنکر قادیان میں آئے اور آپ کی بیعت سے مشرف ہو گئے۔ یہ صاحب افغانستان کے بڑے علماء میں سے تھے اور دربار کابل میں ان کی اتنی عزت تھی کہ امیر حبیب اللہ خاں کی تاج پوشی کی رسم انہوں نے ہی ادا کی تھی اور ان کے شاگردوں اور معتقدوں کا حلقہ بہت وسیع تھا۔ انہوں نے کئی ماہ تک قادیان میں قیام کیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ عشق کی سی کیفیت پیدا ہو گئی۔ جب وہ کئی ماہ کے قیام کے بعد اپنے وطن واپس جانے لگے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاؤں پر گر کر زار زار رو نے اور کہنے لگے مجھے نظر آ رہا ہے کہ مجھے اس دنیا میں اس مبارک چہرہ کی زیارت پھر نصیب نہیں ہو گی جب وہ کابل میں پہنچے تو امیر حبیب اللہ خاں کے دربار میں بھی

شور پڑ گیا کہ یہ شخص کافر اور مُرتد ہو کر آیا ہے اور جہاد کا منکر ہے۔ اور اگر وہ توبہ نہ کرے تو اس سزا کا مستحق ہے کہ اسے قتل کرایا جائے۔ مولوی عبداللطیف صاحبؓ نے انہیں سمجھایا کہ مَیں ہرگز کافر یا مُرتد نہیں ہوں بلکہ اسلام کا خادم اور فدائی ہوں اور اسلام کے متعلق پہلے سے بہت زیادہ محبت اور اخلاص رکھتا ہوں۔ ہاں مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کو سچا جان کر آپ کو قبول کیا ہے اور یہ ایک حق ہے جسے مَیں چھوڑ نہیں سکتا۔ اور مَیں جہاد کا منکر نہیں ہوں۔ البتہ اس زمانہ میں جہاد کی ضرورت نہیں اور وہ حالات موجود نہیں جن میں اسلام نے تلوار کا جہاد رکھا ہے اس لئے مَیں موجودہ زمانہ میں جہاد بالسیف کا قائل نہیں ہوں غرض علماء کے ساتھ مولوی صاحب کی بہت بحث ہوئی مگر کابل کے علماء اپنی ضد پر قائم رہے اور بالآخر انہوں نے متفقہ طور پر مولوی صاحب کو مُرتد قرار دے کر ان کے قتل کا فتویٰ دیا۔ اس وقت امیر حبیب اللہ خاں نے مولوی صاحب کو سمجھایا کہ اس وقت ضد اچھی نہیں اور مخالفت کا بہت زور ہے بہتر ہے کہ آپ اپنے عقائد سے توبہ کا اعلان کر دیں۔ مولوی صاحب نے کہا کہ مَیں نے جس بات کو خدا کی طرف سے حق سمجھ کر یقین کیا ہے اُسے نہیں چھوڑوں گا اور مَیں اپنی جان بچانے کے لئے اپنے ایمان کو ضائع نہیں کر سکتا۔ اس پر علماء کے دباؤ کے نیچے آ کر امیر نے مولوی صاحب کے قتل کا حکم دے دیا اور قتل کے طریق کے متعلق یہ فیصلہ کیا گیا کہ زمین میں ایک گڑھا کھود کر مولوی صاحب کو اس گڑھے میں کمر تک دفن کر دیا جائے اور پھر ان پر پتھروں کی بارش برسا کر انہیں ہلاک کر دیا جائے۔ چنانچہ شہر سے باہر کھُلے میدان میں یہ انتظام کیا گیا اور کابل کے سب علماء اور رؤسا اور خود امیر اور دوسرے

لوگ اس جگہ جمع ہوئے۔ مولوی صاحب کو کمر تک زمین میں دفن کر دیا گیا اور صرف اُوپر کا دھڑ باہر رہا تو امیر کابل پھر آگے بڑھ کر مولوی صاحب کے پاس گیا اور کہا کہ اَب بھی وقت ہے اگر آپ توبہ کر لیں تو علماء کا جوش دَب جائے گا مگر مولوی صاحب نے سختی کے ساتھ انکار کیا اور کہا کہ مَیں کسی قیمت پر بھی اپنے ایمان کو ضائع نہیں کرونگا اب میری صرف اِس قدر درخواست ہے کہ تم جلدی کرو تا کہ جو پردہ مجھے جنّت سے جُدا کر رہا ہے وہ درمیان سے اُٹھ جائے۔ اس پر امیر نے پتھراؤ کا حکم دیا جس پر اس زور سے پتھر برسے کہ دیکھتے ہی دیکھتے پتھروں کا ایک پہاڑ کھڑا ہو گیا اور اس عاشقِ مسیح کی رُوح اپنے ابدی ٹھکانہ میں پہونچ گئی۔" (رسالہ احمدیہ صفحہ ۱۴۱ و صفحہ ۱۴۲)

۵۔ دینی کُتب سے محبّت

(۱) حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ نے بیان کیا کہ:۔

"حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام فرمایا کرتے تھے کہ ہماری جماعت کے آدمیوں کو چاہیئے کہ کم از کم تین دفعہ ہماری کتابوں کا مطالعہ کریں۔ اور فرماتے تھے کہ جو ہماری کُتب کا مطالعہ نہیں کرتا اس کے ایمان کے متعلق مجھے شک ہے۔"

(سیرت المہدی حصّہ دوم صفحہ ۱۴۰)

(۲) حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے بیان کیا کہ:۔

"جس دن شب کو عشاء کے قریب حسین کامی سفیرِ روم قادیان آیا اس دن نمازِ مغرب کے بعد حضرت صاحب مسجد مبارک میں شاہ نشین پر احباب کے ساتھ بیٹھے تھے کہ دورانِ سر کا دورہ شروع ہوا اور آپ شاہ نشین سے نیچے اُتر کر فرش

پر لیٹ گئے اور بعض لوگ آپ کو دبانے لگ گئے مگر حضور نے تھوڑی دیر میں سب کو ہٹا دیا۔ جب اکثر دوست وہاں سے رخصت ہو گئے تو آپ نے مولوی عبدالکریم صاحب مرحومؓ سے فرمایا کہ کچھ قرآن شریف پڑھ کر سنائیں۔ مولوی صاحب مرحومؓ دیر تک نہایت خوش الحانی سے قرآن شریف سناتے رہے یہاں تک کہ آپ کو افاقہ ہو گیا۔" (سیرت المہدی حصہ دوم ص۴۵۹)

(۳) حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے بیان کیا کہ:۔

"میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو صرف ایک دفعہ روتے دیکھا ہے اور وہ اس طرح کہ ایک دفعہ آپ اپنے خدام کے ساتھ سیر کے لئے تشریف لے جا رہے تھے اور ان دنوں حاجی حبیب الرحمٰن صاحب حاجی پورہ والوں کے داماد قادیان آئے ہوئے تھے کسی شخص نے حضرت صاحب سے عرض کیا کہ حضور یہ قرآن شریف بہت اچھا پڑھتے ہیں۔ حضرت صاحب وہیں راستہ کے ایک طرف بیٹھ گئے اور فرمایا کہ کچھ قرآن شریف پڑھ کر سنائیں چنانچہ انہوں نے قرآن شریف پڑھ کر سنایا تو اس وقت میں نے دیکھا کہ آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے تھے۔" (ذکر حبیب ص۲۳)

(۴) میاں خیر الدین صاحبؓ نے بیان کیا کہ:۔

"ایام مقدمات کرم دین میں حضور علیہ السلام کئی کئی روز تک گورداسپور میں ہی رہتے تھے کیونکہ روزانہ پیشی ہوتی تھی۔ تحصیل کے سامنے جو تالاب ہے اس کے جنوب میں مکان کرایہ پر لیا گیا تھا۔ ایک روز حضور مکان کے اوپر کے حصہ میں تھے کہ نیچے والے حصہ میں ایک شخص صوفی غلام محمد نام قرآن کریم بے تکلف سے

لہجہ میں پڑھ رہا تھا سُنکر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ تو آواز کو ہی سنوارتا رہتا ہے گویا تکلف سے قرآن کریم پڑھنے کو ناپسند فرمایا۔"

(سیرت المہدی حصہ چہارم غیر مطبوعہ ۱۴۸۷)

(۵) حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے بیان کیا کہ :۔

"عموماً لیکچرار اور مصنفین اپنے مضمون کا مسودہ یا نوشت تیار کرنے سے قبل اس کے متعلق بعض کتب اور رسائل کو پڑھ لیتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس غرض کے لئے ہمیشہ قرآن شریف کو پڑھا کرتے تھے اور دوسری کتابوں کی طرف چنداں متوجہ نہ ہؤا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور کی تصانیف میں بکثرت قرآن شریف کے حوالے ہی پائے جاتے ہیں۔ گویا آپ کی تمام تحریریں۔ آپ کا تمام کاروبار قرآن شریف کی تفسیر تھا۔ آپ کو قرآن شریف کے ساتھ خاص محبت تھی جس کا اظہار آپ کی نظموں میں بخوبی ہو رہا ہے۔ مثلاً ؎

یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اِک عالم ہے :۔

جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا

اے عزیزو سنو کہ بے قرآں ‏ ‏ ‏ ‏ حق کو ملتا نہیں کبھی انساں

دِل میں یہی ہے ہر دَم تیرا صحیفہ چُوموں

قرآں کے گِرد گھُوموں کعبہ مرا یہی ہے :۔

(۶) حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ صاحب ایم۔ اے نے بیان فرمایا کہ :۔

"ایک شخص کا بیان ہے کہ مَیں نے ایک دفعہ آپ کو قادیان سے بٹالہ تک بیل گاڑی میں سفر کرتے دیکھا۔ آپ نے قادیان سے نکلتے ہی قرآن شریف

کھول کر سامنے رکھ لیا اور بٹالہ پہنچنے تک جس میں بیل گاڑی کے ذریعہ کم و بیش پانچ گھنٹے لگے ہوں گے آپ نے قرآن شریف کا ورق نہیں الٹا اور انہی سات (سورہ فاتحہ) کے مطالعہ میں پانچ گھنٹے خرچ کر دیئے۔" (سلسلہ احمدیہ صفحہ ۱۲)

(۷) محترمہ مائی امیر بی بی صاحبہ عرف مائی کاکو صاحبہ ہمشیرہ میاں امام الدین صاحب سیکھوانی ؓ نے بیان کیا کہ :-

" حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیشتر طور پر عورتوں کو یہ نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ نماز باقاعدہ پڑھیں۔ قرآن شریف کا ترجمہ سیکھیں اور خاوندوں کے حقوق ادا کریں۔ جب کبھی کوئی عورت بیعت کرتی تو آپ عموماً یہ پوچھا کرتے تھے کہ تم قرآن شریف پڑھی ہوئی ہو یا نہیں۔ اگر وہ نہ پڑھی ہوئی ہوتی تو نصیحت فرماتے تھے کہ قرآن شریف پڑھنا سیکھو اور اگر صرف ناظرہ پڑھی ہوئی ہوتی تو فرماتے ترجمہ بھی سیکھو تاکہ قرآن شریف کے احکام سے اطلاع ہو اور ان پر عمل کرنے کی توفیق ملے۔" (سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۸۲۹)

(۸) حافظ نور محمد صاحب ؓ ساکن فیض اللہ چک نے بیان کیا کہ :-

" چونکہ میں حافظ قرآن تھا حضرت صاحب نے مجھے قرآن شریف سنانے کے لئے فرمایا جسے سنکر آپ بہت خوش ہوئے۔" (سیرت المہدی حصہ دوم صفحہ ۲۴۵)

(۹) حضرت منشی ظفر احمد صاحب مرحوم کپورتھلوی نے بیان کیا کہ :-

" حاجی ولی اللہ صاحب جو ہمارے قریبی رشتہ دار تھے اور کپورتھلہ میں سشن جج تھے ان کے ایک ماموں منشی عبدالواحد صاحب ایک زمانہ میں بٹالہ میں تحصیلدار رہوتے تھے منشی عبدالواحد صاحب بٹالہ کو اکثر اوقات حضور

مسیح موعود علیہ السلام کے والد حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب قادیان لےجایا کرتے تھے۔ اور وہ بیان کرتے ہیں کہ اس وقت حضرت صاحب کی عمر ۱۴/۱۵ سال کی ہو گی۔ اس عمر میں حضرت صاحب. سارا دن قرآن شریف پڑھتے رہتے اور حاشیہ پر نوٹ لکھتے رہتے تھے۔ اور مرزا غلام مرتضیٰ صاحب حضرت صاحب کے متعلق اکثر فرماتے تھے کہ میرا یہ بیٹا کسی سے غرض نہیں رکھتا سارا دن مسجد میں رہتا ہے۔ اور قرآن شریف پڑھتا رہتا ہے میشی عبدالواحد صاحب قادیان بہت دفعہ آتے جاتے ہیں ان کا بیان تھا کہ میں نے ہمیشہ حضرت صاحب کو قرآن شریف پڑھتے دیکھا ہے۔" (سیرت المہدی حصہ چہارم غیر مطبوعہ ص۱۰۱۲)

(۱۰) ملک غلام محمد صاحب لاہور نے بیان کیا کہ :۔

"سید محمد علی شاہ صاحب نے ایک مرتبہ فرمایا کہ میں ایک دفعہ ملازمت سے چھٹی پر آیا ہوا تھا اور مجھے مرزا غلام مرتضیٰ صاحب جو حضرت صاحب کے والد صاحب تھے باہر سے آتے ہوئے ملے۔ ان کو پسینہ آیا ہوا تھا۔ میں نے کہا آپ کیوں اس طرح مارے مارے پھر رہے ہیں۔ وہ کہنے لگے کہ ایک افسر کا آج یہاں قیام ہے اس کے لئے بندوبست کر رہا ہوں۔ شاہ صاحب نے کہا آپ کسی نوکر کو کہتے یا کسی لڑکے کی ڈیوٹی لگا دیتے۔ انہوں نے کہا کہ لڑکا تو ایک ہی ہے جو گورداسپور میں ملازم ہے (یعنی مرزا غلام قادر صاحب) آؤ دوسرے لڑکے کا حال تمہیں دکھائیں۔ وہ مسجد مبارک میں میرا ہاتھ پکڑ کر لے گئے۔ مسجد مبارک میں جو سیڑھیاں جاتی ہیں ان کے راستہ اوپر لے گئے۔ وہاں ایک چوبارہ ہوتا تھا۔ وہاں حضرت صاحب لیٹے ہوئے تھے اور ایک کتاب پڑھ رہے تھے جو غالباً

حدیث کی کتاب تھی۔ آپؑ اس کے پڑھنے میں اتنے محو تھے کہ ہم دونوں ان کے سرہانے کھڑے رہے لیکن حضور کو خبر نہ ہوئی۔ پھر ہم وہاں سے واپس نیچے بھی آگئے مگر ان کو معلوم نہ ہوا۔ نیچے آئے تو مرزا غلام مرتضیٰ صاحب نے کہا کہ بتلا یہ زندوں میں ہے؟ ...." (سیرت المہدی حصہ چہارم غیر مطبوعہ ص ۱۲۶۰)

(۱۱) حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ نے کہا کہ :-

" اس وقت آپ کے (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے) مشاغل بجز عبادت و ذکرِ الٰہی اور تلاوت قرآن مجید اور کچھ نہ تھے۔ آپ کو یہ عادت تھی کہ عموماً ٹہلتے رہتے اور پڑھتے رہتے۔ دوسرے لوگ جو حقائق سے ناواقف تھے وہ اکثر آپ کے اس شغل پر ہنسی کرتے۔ قرآن مجید کی تلاوت اس پر تدبر اور تفکر کی بہت عادت تھی۔ خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ آپ کے پاس ایک قرآن مجید تھا اس کو پڑھتے اور اس پر نشان کرتے رہتے تھے وہ کہتے ہیں کہ میں بلا مبالغہ کہہ سکتا ہوں کہ شاید دس ہزار مرتبہ اس کو پڑھا ہو۔"

(حیات النبیؐ ص ۱۰۸)

(۱۲) حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ نے بیان کیا کہ :-

" آپ کے مطالعہ میں سب سے زیادہ خدا تعالیٰ کا کلام رہتا۔ اس کے بعد بخاری پر آپ بہت فکر کرتے اور اسے مطالعہ میں رکھتے۔ اس کے بعد دلائل الخیرات اور مثنوی مولانا رومؒ آپ کی پسندیدہ کتابیں مطالعہ کے لئے تھیں۔ ان کے علاوہ تذکرۃ الاولیاء اور فتوح الغیب اور سفر السعادت بھی پڑھتے۔" (حیات النبیؐ ص ۱۰۹)

(۱۴) حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ نے بیان کیا کہ :-

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہمیشہ سے عادت تھی کہ جب وہ اپنے کمرے یا حجرے میں بیٹھتے تو دروازہ بند کر لیا کرتے تھے۔ یہی طرزِ عمل آپ کا سیالکوٹ میں تھا۔ لوگوں سے ملتے نہیں تھے۔ جب کچہری سے فارغ ہو کر آتے تو دروازہ بند کرکے اپنے شغل اور ذکرِ الٰہی میں مصروف ہو جاتے۔ عام طور پر انسان کی عادت متجسس واقع ہوئی ہے۔ بعض لوگوں کو یہ ٹوہ لگی کہ یہ دروازہ بند کرکے کیا کرتے رہتے ہیں۔ ایک دن ان ٹوہ لگانے والوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس مخفی کارروائی کا سراغ مِل گیا اور وہ یہ تھا کہ آپ مصلّٰی پر بیٹھے ہوئے قرآن مجید ہاتھ میں لئے دعا کر رہے ہیں کہ یا اللہ تیرا کلام ہے مجھے تو تو ہی سمجھائے گا تو میں سمجھ سکتا ہوں۔"

(حیات النبیؐ صفحہ ۱۱۰)

۴۔ بزرگانِ دین کے ساتھ محبت

(۱) حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ نے بیان کیا کہ :-

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کے جس قدر آدمی ہیں سب کو حضور علیہ السلام سے اپنے اپنے طریق کے مطابق محبت تھی اور ہے مگر جس قدر ادب و محبت حضورؑ سے حضرت خلیفہ اوّلؓ کو تھا اس کی نظیر تلاش کرنی مشکل ہے چنانچہ ایک دن میں حضرت مولوی صاحب کے پاس بیٹھا تھا وہاں ذکر ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کسی دوست کو اپنی لڑکی کا رشتہ کسی احمدی سے کرنے کو ارشاد فرمایا مگر یہ کہ وہ دوست راضی نہ ہوا۔ اتفاقاً اس وقت مرحومہ امۃ الحی صاحبہ بھی

جو اس وقت بہت چھوٹی تھیں کھیلتی ہوئی سامنے آگئیں۔ حضرت مولوی صاحب اس دوست کا ذکر سنکر جوش سے فرمانے لگے کہ مجھے تو اگر مرزا کہے کہ اپنی اِس لڑکی کو نہالی (نہالی ایک مہترانی تھی جو حضرت صاحب کے گھر میں کماتی تھی) کے لڑکے کو دے دو تو میں بغیر کسی انقباض کے فوراً دے دوں گا"۔ یہ کلمہ سخت عشق ومحبت کا تھا مگر نتیجہ دیکھ لیں کہ بالآخر وہی لڑکی حضور علیہ السلام کی بہو بنی اور اِس شخص کی زوجیت میں آئی جو خود حضرت مسیح موعودؑ کا حُسن واحسان میں نظیر ہے"۔

(سیرت المہدی حصّہ سوم ۶۱۴)

(۲) حضرت منشی محمد اروڑا صاحب مرحوم کپورتھلوی رضی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذکر پر کہا کرتے تھے کہ :۔

"ہم تو آپؑ کے مونہہ کے بھوکے تھے۔ بیمار بھی ہوتے تھے تو آپ کا چہرہ دیکھنے سے اچھے ہو جاتے تھے"۔ (منشی صاحب مرحوم پُرانے مخلصوں میں سے تھے اور عشاقِ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ان کا نمبر صفِ اوّل میں شمار ہونا چاہیئے)۔ (سیرت المہدی حصّہ اوّل ۷۶)

(۳) حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ نے بیان کیا کہ :۔

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے آخری زمانہ میں اکثر دفعہ احباب آپؑ کے لئے نیا کُرتہ بنوا لاتے تھے اور اسے بطور نذر پیش کرکے تبرک کے طور پر حضور کا اُترا ہوُا کُرتہ مانگ لیتے تھے۔ اسی طرح ایک دفعہ کسی نے میرے ہاتھ ایک نیا کُرتہ بھجوا کر پُرانے اُترے ہوئے کُرتے کی درخواست کی۔ گھر میں تلاش سے معلوم ہوُا کہ اِس وقت کوئی اُترا ہوُا بے دھلا کُرتہ موجود نہیں جس پر آپکے

اپنا مستعمل کُرتہ دھوبی کے ہاں کا دُھلا ہوُا دیئے جانے کا حکم فرمایا میں نے عرض کیا کہ یہ تو دھوبی کے ہاں کا دُھلا ہوُا کُرتہ ہے اور وہ شخص تبرک کے طور پر مَیلا کُرتہ لے جانا چاہتا ہے۔ حضورؑ ہنس کر فرمانے لگے کہ وہ بھی کیا برکت ہے جو دھوبی کے ہاں دُھلنے سے جاتی رہے۔ چنانچہ وہ کُرتہ اس شخص کو دیدیا گیا۔"

(سیرت المہدی حصہ دوم صفحہ ۳۷۴)

(۴) حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا:۔

"ابھی تک وہ لوگ زندہ ہیں جو باقاعدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر کا پہرہ دیا کرتے تھے۔ سکول کے طالب علم مہمان اور قادیان کے باشندے ہمیشہ پہرہ دیتے رہے بلکہ کچھ عرصہ تک ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب جالندھری کے سپرد یہ ڈیوٹی رہی اور وہ سکول کے طالب علموں کا پہرہ مقرر کیا کرتے اور باریاں مقرر کرتے تھے۔ اور یہ وہ لوگ تھے جو راتوں کو جاگ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر کا پہرہ دیا کرتے تھے۔" (الفضل ۵/۳۵ ۲)

(۵) حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہی بیان فرمایا کہ:۔

"ایک دفعہ جب بادل زور سے آئے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو صحن میں سو رہے تھے چارپائی سے اُٹھ کر کمرہ کی طرف جانے لگے۔ دروازہ کے قریب پہنچے کہ بجلی زور سے کڑکی میں اس وقت آپ کے پیچھے تھا میں نے اس وقت اپنے دونوں ہاتھ اُٹھا کر آپ کے سر پر رکھ دیئے اس خیال سے کہ اگر بجلی گرے تو مجھ پر گرے آپ پر نہ گرے۔ اب یہ ایک جہالت کی بات تھی۔ بجلیاں جب خدا کے ہاتھ میں ہیں اس کا تعلق میری نسبت آپ سے زیادہ تھا بلکہ آپ کے طفیل ہی

مَیں بجلی سے بچ سکتا تھا۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ہاتھوں سے بجلی کو نہیں روکا جا سکتا مگر عشق کی وجہ سے مجھے ان باتوں میں سے کوئی بات بھی یاد نہیں رہی محبت کے وفور کی وجہ سے یہ سب باتیں میری نظروں سے اوجھل ہو گئیں اور مَیں نے اپنے آپ کو قربانی کے لئے پیش کر دیا۔ یہ جہالت کی بات تھی مگر اس وقت پر مَیں آج بھی ہزار عقل قربان کر دینے کے لئے تیار ہوں کیونکہ یہ جہالت عشق کی وجہ سے تھی۔"

(الفضل ۲۱ ردسمبر ۱۹۳۵ء)

(۶) جناب شیخ کرم الٰہی صاحب پٹیالوی نے بیان کیا کہ :-

"ہمیں مولوی عبداللہ صاحب سنوریؓ کی زبانی یہ معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آجکل انبالہ چھاؤنی میں سٹیشن کے قریب والے بنگلہ میں تشریف فرما ہیں ہم دس اشخاص کی تعداد میں پٹیالہ سے روانہ ہوئے ۔۔۔ اطلاع ہونے پر حضورؑ نے شرف باریابی بخشا۔ اس موقعہ پر حضورؑ نے فرمایا کہ ہر وہ کلام جس میں سرور کائناتؐ پر صلوٰۃ وسلام بھیجنا مقصود ہو وہ خواہ کسی زبان میں ہو درود شریف ہے لیکن جو درود شریف زمانہ کے آخر میں متداول ہے وہ صحیح روایات سے ثابت ہے۔ اور درود شریف کے فضائل و تاثیرات اس قدر ہیں کہ بیان سے باہر ہیں اس کا عامل نہ صرف ثوابِ عظیم کا مستحق ہوتا ہے بلکہ دنیا میں بھی معزز اور موقر ہوتا ہے اور فرمایا کہ مَیں خود اس کا صاحبِ تجربہ ہوں۔"

(سیرت المہدی حصہ چہارم غیر مطبوعہ ۱۰۸۵)

(۷) جناب حکیم دین محمد صاحب نے بیان کیا کہ :-

"رات کو حضرت اقدسؑ معہ چیدہ چیدہ خدام اس مکان کے اوپر کے کمرہ

میں استراحت فرماتے اور مہمان نیچے کے کمروں میں یا موسم کے لحاظ سے صحن میں سوتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ رات کے بارہ بجے ہوں گے کہ میاں شادی خان صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ نے نیچے آکر مجھے جگایا اور کہا کہ بھنگن کو بلا لاؤ کیونکہ حضرت اقدس کو اسہال آرہے ہیں کموڈ پھر دو صاف کرانا ہے میں نے ان سے عرض کیا ایک تو بھنگن کو لانے میں دیر بہت ہو جائے گی دوسرے یہ کہ وہ رات زیادہ گزر جانے کے باعث نہ آسکے یا اُس کے والے میرے وہاں تک پہنچنے میں حائل ہوں اس لئے بہتر یہی ہے کہ میں حضرت اقدس کا کموڈ خود صاف کر لیا کروں آپ لوٹے سے پانی ڈال دیا کریں۔ اس تجویز پر وہ مجھے اوپر لے گئے اور میں نے پاٹ صاف کر دیا۔ انہوں نے ہاتھ دھلائے میں نے پاٹ کموڈ میں صاف کر کے رکھ دیا۔ اور آتے ہوئے شادی خان صاحب سے کہہ دیا کہ میں نیچے جا کر لیٹتا ہوں جب ضرورت ہو تو مجھے نیچے سے آواز دے کر بلا لیں۔ چنانچہ پانچ مرتبہ مجھے کچھ وقفہ کے بعد قریباً گھنٹہ بالکل شادی خان صاحب مجھے بلاتے رہے اور میں نے بخوشی اس خدمت کو سرانجام دیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ (الفضل جلد ۳۱ صفحہ ۱۶۶)

(۸) منشی عبد العزیز صاحب اوجلوی نے بیان کیا کہ:۔

سن ۱۹۰۱ء کا ذکر ہے کہ جبکہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر گورداسپور میں فوجداری دعویٰ کیا ہوا تھا اور حضور خان صاحب علی محمد صاحب پنشنر کے مکان متصل مسجد جھاباں میں مقیم تھے۔ خاکسار اور میاں جمال دین اور امام دین و خیر الدین صاحبان رضی اللہ عنہم ساکنان سیکھواں حضور کے ساتھ تھے باقی دوست دوسری جگہ ٹھہرے ہوئے تھے۔ ایک دن حضور کو کچہری

کی شکایت ہوگئی اور بار بار قضائے حاجت... کیلئے اُٹھتے تو خاکسار اسی وقت اُٹھ کر پانی کا لوٹا لے کر حضور کے ساتھ جاتا۔ تمام رات ایسا ہی ہوتا رہا ہر بار حضور یہی فرماتے کہ تم سوئے رہو۔ صبح کے وقت حضور نے مجلس میں بیٹھ کر ذکر فرمایا کہ مسیح کے حواریوں اور ہمارے دوستوں میں ایک نمایاں فرق ہے۔ ایک موقعہ مسیح پر تکلیف کا آتا ہے تو وہ اپنے حواریوں کو جگاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جاگتے رہو اور دعائیں مانگو مگر وہ سو جاتے ہیں اور بار بار جگاتے ہیں مگر وہ پھر سو جاتے ہیں مگر ہم اپنے دوستوں کو بار بار تاکید کرتے ہیں کہ سو رہو لیکن وہ پھر بھی جاگتے ہیں۔ چنانچہ خاکسار کا نام لے کر فرمایا کہ مَیں نہیں جانتا کہ میاں عبدالعزیز تمام رات سوئے بھی ہیں یا کہ نہیں۔ میرے اُٹھنے پر فوراً ہوشیاری کے ساتھ اُٹھ کھڑے ہوتے تھے اور باوجود میرے بار بار تاکید کرنے کے کہ سوئے رہو اُٹھ کھڑے ہوتے تھے۔" (سیرت المہدی حصہ سوم ۱۰۶)

(۹) میاں عبداللہ صاحب سنوری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ :-

" ایک دفعہ حضرت صاحب بڑی مسجد میں ٹہل رہے تھے مَیں ایک کونہ میں قرآن شریف پڑھنے بیٹھ گیا۔ اس وقت اور کوئی شخص مسجد میں نہیں تھا۔ حضور نے ٹہلتے ٹہلتے ایک دفعہ ٹھہر کر میری طرف دیکھا اور مَیں نے بھی اسی وقت آپ کی طرف دیکھا تھا جب میری اور حضور کی نظر ملی تو خبر نہیں اس وقت حضورؑ کی نظر میں کیا تھا کہ میرا دل میرے سینے کے اندر پگھل گیا اور مَیں نے دعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے اور بڑی دیر تک دعا کرتا رہا اور حضورؑ ٹہلتے رہے۔ پھر آخر حضورؑ نے ہی مجھ سے فرمایا میاں عبداللہ دعا بہت ہو چکی اب بند کرو۔ میاں عبداللہ

صاحبؓ کہتے تھے مَیں اس دن سمجھا کہ یہ جو کہا جاتا ہے کہ بعض وقت کامل کی ایک نظر انسان کو کیا سے کیا بنا دیتی ہے اس کا کیا مطلب ہے۔ میاں عبداللہ صاحبؓ کہتے تھے کہ جب حضورؑ کی محبت اور شفقت یاد آتی ہے تو میری جان گداز ہو جاتی ہے۔" (سیرت المہدی حصہ اوّل ۱۱۲)

(۱۰) محترمہ اہلیہ صاحبہ مرحومہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحومؓ نے بیان کیا کہ:۔

"جب مولوی عبدالکریم صاحبؓ بیمار ہوئے اور ان کی تکلیف بڑھ گئی تو بعض اوقات ہم سے شدتِ تکلیف کے وقت نیم غشی کی حالت میں وہ کہا کرتے تھے کہ سواری کا انتظام کرو مَیں حضرت صاحب سے ملنے کے لئے جاؤں گا۔ گویا وہ سمجھتے تھے کہ مَیں کہیں باہر ہوں اور حضرت صاحب قادیان میں ہیں۔ اور بعض اوقات کہتے تھے اور ساتھ ہی زار زار رو پڑتے تھے کہ دیکھو مَیں نے اتنے عرصہ سے حضرت صاحب کا چہرہ نہیں دیکھا تم مجھے حضرت صاحب کے پاس کیوں نہیں لے جاتے۔ ابھی سواری منگاؤ اور مجھے لے چلو۔ ایک دن جب ہوش تھی کہنے لگے جاؤ حضرت صاحب سے کہو مَیں مر چلا ہوں مجھے صرف دُور سے کھڑے ہو کر اپنی زیارت کرا جائیں۔ اور بڑے روئے اور اصرار کے ساتھ کہا کہ ابھی جاؤ۔ مَیں نیچے حضرت صاحب کے پاس آئی کہ مولوی صاحب اس طرح کہتے ہیں۔ حضرت صاحب فرمانے لگے کہ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ کیا میرا دل مولوی صاحب کو ملنے کو نہیں چاہتا مگر بات یہ ہے کہ مَیں اُن کی تکلیف کو دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ مولویانی مرحومہ کہتی تھیں کہ اس وقت حضرت امّ المومنینؓ پاس تھیں انہوں نے حضرت صاحب سے کہا جب وہ اتنی خواہش رکھتے ہیں تو آپ کھڑے کھڑے ہو آئیں۔ حضرت صاحب

نے فرمایا اچھا میں جاتا ہوں مگر تم دیکھ لینا کہ ان کی تکلیف کو دیکھ کر مجھے دَورہ ہو جائے گا۔ خیر حضرت صاحب نے پگڑی منگوا کر سر پر رکھ لی اور ادھر جانے لگے میں جلدی سے سیڑھیاں چڑھ کر آگے چلی گئی تا کہ مولوی صاحب کو اطلاع دوں۔ جب میں نے مولوی صاحبؓ کو جا کر اطلاع دی تو انہوں نے اُلٹا مجھے ملامت کی کہ تم نے کیوں حضرت صاحب کو تکلیف دی کیا میں نہیں جانتا کہ وہ کیوں تشریف نہیں لائے۔ میں نے کہا کہ آپ نے خود تو کہا تھا۔ انہوں نے کہا وہ تو میں نے دل کا دکھڑا رو دیا تھا تم فوراً جاؤ اور حضرت صاحب سے عرض کرو کہ تکلیف نہ فرمائیں میں بھاگی گئی تو حضرت صاحب سیڑھیوں کے نیچے کھڑے اُوپر آنے کی تیاری کر رہے تھے میں نے عرض کر دیا کہ حضور آپ تکلیف نہ فرمائیں۔" (سیرت المہدی حصہ اوّل [illegible])

(۱۱) حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے بیان کیا کہ :-

"ایک دفعہ سفرِ جہلم کے دَوران میں جبکہ حضور کو کثرتِ پیشاب کی شکایت تھی حضورؑ نے مجھے فرمایا کہ مفتی صاحب مجھے پیشاب کثرت کے ساتھ آتا ہے کوئی برتن لائیے جس میں پیشاب کر لیا کروں۔ میں نے تلاش کر کے ایک مٹی کا لوٹا لا دیا۔ جب صبح ہوئی تو میں لوٹا اُٹھانے لگا تا کہ پیشاب گرا دوں مگر حضرت صاحب نے مجھے روکا اور کہا کہ نہیں آپ نہ اُٹھائیں میں خود گرا دوں گا۔ اور باوجود میرے اصرار کے ساتھ عرض کرنے کے آپ نے نہ مانا اور خود ہی لوٹا اُٹھا کر مناسب جگہ پیشاب کو گرا دیا لیکن اس کے بعد جب پھر یہ موقعہ آیا تو میں نے بڑے اصرار کے ساتھ عرض کیا کہ میں گراؤں گا جس پر حضرت نے میری عرض کو قبول کر لیا۔ نیز حضرت مفتی صاحبؓ نے بیان کیا کہ حضرت صاحب نے ایک دفعہ مجھے دو گھڑیاں عنایت

فرمائیں اور کہا کہ یہ ایک عرصے سے ہمارے پاس رکھی ہوئی ہیں اور کچھ بگڑی ہوئی ہیں آپ انہیں ٹھیک کرالیں اور خود ہی رکھیں۔" (سیرت المہدی حصہ دوم ص۴۳۰)

(۱۲) حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے بیان کیا کہ :۔

"نومبر ۱۹۰۷ء کو ایک روسی سیاح ڈکسن نام) قادیان پہنچے۔ صبح کا وقت تھا حضرت حکیم الامت رضی اللہ عنہ کے شفاخانہ میں وہ فرش پر بیٹھ گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی ان کی ملاقات کے واسطے وہیں تشریف لائے۔ ڈکسن صاحب اردو نہیں جانتے تھے مولوی محمد علی صاحب ترجمان ہوئے اور دو دن حضرت صاحب انہیں تبلیغ کرتے رہے۔ صرف ایک شب وہ ٹھہرے۔ گول کمرے میں انہیں ٹھہرایا گیا۔ دوسری صبح انہیں تبلیغ کرتے ہوئے حضرت صاحب نہر کے پل تک چلتے ان کے ساتھ چلے گئے۔ جماعت کے بہت سے خدام ساتھ تھے۔ نہر پر پہنچ کر انہیں یکہ پر سوار کرایا گیا اور حضرت صاحب معہ جماعت واپس آئے۔ ڈکسن صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فوٹو بھی لیا تھا۔" (ذکر حبیب ص۱۵۱)

(۱۳) حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ سے روایت ہے کہ :۔

"ایک دفعہ میں لاہور سے قادیان آیا ہوا تھا جمعہ کا دن تھا قبل نماز جمعہ میں حضرت صاحب کی خدمت میں اندرون خانہ حاضر ہوا۔ فرمایا مفتی صاحب مجھے سخت سر درد ہو رہا ہے اس واسطے میں نماز جمعہ کے لئے مسجد کو نہیں جا سکتا آپ تشریف لے جائیں۔ حضرت کے اس فرمانے سے مجھ پر ایسا اثر ہوا کہ میں نے جامع مسجد میں جا کر نماز کے اندر نہایت رقت سے حضرت صاحب کی صحت کے واسطے دعا کی۔ ہنوز میں دعا میں مصروف ہی تھا کہ حضرت صاحب مسجد میں تشریف

لے آئے اور فرمایا مجھے سر درد سے آرام ہو گیا اِس واسطے مَیں چلا آیا کہ جمعہ پڑھ لینا چاہیئے۔" (ذکرِ حبیبؑ صفحہ ۱۶۵)

۷۔ بزرگوں کا اَدب و احترام

(۱) حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اےؓ نے بیان فرمایا کہ:۔

"آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت نے آپ کے دِل میں دوسرے پاک نفس بزرگوں کی محبت کو بھی ایک خاص جِلا دے دی تھی اور آپ کسی بزرگ کی ہتک گوارا نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپؑ اپنے اصحاب کی ایک مجلس میں یہ ذکر فرما رہے تھے کہ نماز کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کی تلاوت ضروری ہے اور امام کے پیچھے بھی سورہ فاتحہ پڑھنی چاہیئے۔ اِس پر حاضرین میں سے کسی نے عرض کیا کہ "حضور کیا سورۂ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی؟" آپؑ نے فوراً فرمایا نہیں نہیں ہم ایسا نہیں کہتے کیونکہ حنفی فرقہ کے کثیر التعداد بزرگ یہ عقیدہ رکھتے رہے ہیں کہ سورۂ فاتحہ کی تلاوت ضروری نہیں۔ اور ہم ہرگز یہ خیال نہیں کرتے کہ ان بزرگوں کی نماز نہیں ہوئی۔"

(سلسلہ احمدیہ صفحہ ۱۹۸، صفحہ ۱۹۹)

(۲) حضرت منشی ظفر احمد صاحب مرحوم کپور تھلویؓ نے بیان کیا کہ:۔

"دہلی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف فرما تھے تو ایک دن حضور علیہ السلام شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے مزار پر تشریف لے گئے فاتحہ پڑھی اور فرمایا کہ یہ اپنے زمانہ کے مجدّد تھے۔" (سیرت المہدی حصہ چہارم غیر مطبوعہ صفحہ ۱۱۴۷)

(۳۱) حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ نے بیان کہ :-

"حضور علیہ السلام تمام گذشتہ مشہور بزرگانِ اسلام کا نام ادب سے لیتے تھے اور ان کی عزت کرتے تھے۔ اگر کوئی شخص کسی پر اعتراض کرتا کہ فلاں شخص کی بابت لکھا ہے کہ انہوں نے یہ بات کہی ہے یا ایسا فعل کیا ہے تو فرمایا کرتے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ ہمیں کیا معلوم کہ اصلیت کیا ہے اور اس میں کیا سِر تھا۔ یہ لوگ اپنے زمانے کے بڑے بڑے بزرگ ہوئے ہیں ان کے حق میں اعتراض یا سوءِ ادبی نہیں کرنی چاہیئے۔ حضرت جنیدؒ۔ حضرت شبلیؒ۔ حضرت بایزید بسطامیؒ۔ حضرت ابراہیم ادھمؒ۔ حضرت ذوالنون مصریؒ۔ جناب معین الدین چشتیؒ۔ حضرت منصورؒ۔ حضرت ابوالحسن خرقانیؒ وغیرہم صوفیا کے نام بڑی عزت سے لیتے تھے اور بعض دفعہ ان کے اقوال یا حال بھی بیان فرمایا کرتے تھے۔ حال کے زمانہ کے لوگوں میں آپ مولوی عبداللہ صاحب غزنوی کو بزرگ سمجھتے تھے۔ اسی طرح آپ شاہ ولی اللہ صاحب دہلویؒ۔ حضرت مجدد سرہندیؒ۔ سید احمد صاحب بریلویؒ۔ مولوی اسمٰعیل صاحب شہیدؒ کو اہل اللہ اور بزرگ سمجھتے تھے مگر سب سے زیادہ سید عبدالقادر صاحب جیلانیؒ کا ذکر فرماتے اور ان کے مقالات بیان کیا کرتے تھے۔" (سیرت المہدی حصہ سوم ۱۱۹)

۸۔ شعائر اللہ کا احترام

(۱) حاجی محمد موسیٰ صاحبؓ نے بیان کیا کہ :-

"میں نے ایک دفعہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں یہ درخواست

کی کمی کر ہو نا جماعت کو مالی لحاظ سے بڑی ضرورت ہے کیا قربانی کی بجائے روپے
قادیان بھجوا دیئے جائیں۔ اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ "نہیں شعائر اللہ کو
برقرار رکھنا ضروری ہے" (الفضل ۳/۴ ۲۱)

(۲) حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے بیان کیا کہ:۔

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جن دالانوں میں عموماً سکونت رکھتے تھے جن کی ایک کھڑکی کوچہ بندی کی طرف کھلتی ہے اور جن میں سے ہو کر بیت الدعا کو جاتے ہیں۔ اس کمرے کی لمبائی کے برابر اس کے آگے جنوبی جانب میں ایک فراخ صحن تھا... گرمی کی راتیں تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے اہل و عیال سب اسی صحن میں سوتے تھے لیکن موسم برسات میں یہ دقت ہوتی تھی کہ اگر رات کو بارش آ جائے تو چارپائیاں یا تو دالان کے اندر لے جانی پڑتی تھیں یا نیچے کے کمروں میں۔ اس واسطے حضرت ام المومنینؓ نے یہ تجویز کی کہ اس صحن کے جنوبی حصہ پر چھت ڈال دی جائے تاکہ برسات کے واسطے چارپائیاں اس کے اندر کی جائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس تبدیلی کے واسطے حکم دیا اور راج مزدور کام کے واسطے آ گئے۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کو جب اس تبدیلی کا علم ہوا تو وہ اس تجویز کی مخالفت کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ چند اور خدام بھی تھے۔ حضرت صاحب سے عرض کی کہ ایسا کرنے سے گلی تنگ ہو جائے گا ہوا نہ آئے گی صحن کی خوبصورتی جاتی رہے گی وغیرہ وغیرہ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کی باتوں کا جواب دیا مگر آخری بات جو حضور نے فرمائی اور جس پر سب خاموش ہو گئے

وہ یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے وعدوں کے (مطابق) فرزند اس بی بی سے عطا کئے ہیں۔ وہ شعائر اللہ میں سے ہیں اس واسطے ان کی خاطرداری ضروری ہے اور ایسے امور میں اس کا کہا ماننا لازمی ہے۔" (ذکرِ حبیب صفحہ ۱۶۹، صفحہ ۱۷۰)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنا ایک الہام تحریر فرما کر فرماتے ہیں:-
"میرے پر بذریعہ ذیل دعا القاء کی گئی:-
رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ
اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ اسمِ اعظم ہے اور یہ وہ کلمات ہیں کہ جو اسے پڑھے گا ہر ایک آفت سے نجات ہوگی۔" (تذکرہ صفحہ ۴۲)

نماز باجماعت کی پابندی

(۱) حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے ہی بیان کیا کہ:-
"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ "جماعت کے لوگوں کو چاہیئے کہ ہر جگہ اپنی مسجد میں اکٹھے ہو کر باجماعت نماز پڑھیں جماعت اور اتفاق میں بڑی برکت ہے۔ پراگندگی سے پھوٹ پیدا ہوتی ہے۔"
(ذکرِ حبیب صفحہ ۱۹۷)

(۲) حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ:-
"میرے نزدیک ان ماں باپ سے بڑھ کر اولاد کا کوئی دشمن نہیں۔ جو بچوں کو نماز باجماعت ادا کرنے کی عادت نہیں ڈالتے۔ مجھے اپنا ایک واقعہ یاد

ہے۔ ایک دفعہ حضرت صاحب کچھ بیمار تھے اِس لئے جمعہ کے لئے مسجد میں نہ جا سکے۔ مَیں اس وقت بالغ نہیں تھا کہ بلوغت والے احکام مجھ پر جاری ہوں تاہم مَیں جمعہ پڑھنے کے لئے مسجد کو آرہا تھا کہ ایک شخص مجھے ملا۔ اس وقت کی عمر کے لحاظ سے تو شکل اِس وقت یاد نہیں رہ سکتی مگر اس واقعہ کا اثر مجھ پر ایسا ہُوا کہ اَب تک مجھے اس شخص کی صورت یاد ہے۔ محمد بخش ان کا نام ہے وہ اب قادیان میں ہی رہتے ہیں۔ مَیں نے ان سے پوچھا کہ آپ واپس آرہے ہیں۔ کیا نماز ہو گئی ہے۔ انہوں نے کہا آدمی بہت ہیں مسجد میں جگہ نہیں تھی مَیں واپس آگیا۔ مَیں بھی یہ جواب سُنکر واپس آگیا اور گھر میں آکر نماز پڑھ لی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے یہ دیکھ کر مجھ سے پوچھا کہ مسجد میں نماز پڑھنے کیوں نہیں گئے۔ ... مَیں نے دیکھا آپ کے پوچھنے میں ایک سختی تھی اور آپ کے چہرہ سے غصہ ظاہر ہوتا تھا۔ آپ کے اس رنگ میں پوچھنے کا مجھ پر بہت ہی اثر ہُوا۔ جواب میں مَیں نے کہا کہ مَیں گیا تو تھا لیکن جگہ نہ ہونے کی وجہ سے واپس آگیا۔ آپ سُنکر خاموش ہو گئے لیکن جس وقت جمعہ پڑھ کر مولوی عبدالکریم صاحبؓ آپ کی طبیعت کا حال پوچھنے کے لئے آئے تو سب سے پہلی بات جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ سے دریافت کی وہ یہ تھی کیا آج لوگ مسجد میں زیادہ تھے۔ اس وقت میرے دل میں سخت گھبراہٹ پیدا ہوئی ....
مولوی عبدالکریم صاحبؓ نے جواب دیا ہاں حضور آج واقعہ میں بہت لوگ تھے .... بہرحال یہ واقعہ ہُوا جس کا آج تک میرے قلب پر ایک گہرا اثر ہے۔ اِس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نماز باجماعت کا کتنا خیال رہتا تھا۔" (الفضل جلد ۱۲ ۱۳۹ و الحکم ۲۱ ۲۳)

۱۰۔ نوافل کی طرف رغبت

(۱) حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی رضؓ نے بیان کیا کہ:۔

"غفار (ملازم حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کا کام اتنا ہی تھا کہ جب آپ مقدمات کے لئے سفر کرتے تو وہ ساتھ ہوتا اور لوٹا اور مصلٰی اس کے پاس ہوتا۔ ان دنوں آپ کا معمول یہ تھا کہ رات کو بہت ہی کم سوتے اور اکثر حصّہ جاگتے۔ اور رات بھر نہایت رقت آمیز لہجہ میں گنگناتے رہتے۔" (حیات النبیؐ صـ۹۱)

(۲) محترمہ مائی معولی صاحبہ و محترمہ مائی جیونی قادر آباد نے بیان کیا کہ:۔

"۔۔۔ ایک بار حضور ہمارے گاؤں (یہاں) تشریف لائے تو مَیں نئی کنک (گندم) بھنا کر لے گئی۔ آپ نے اپنے ساتھ جو تھے ان کو بانٹ دی۔ خود بھی چکھی اور خوش ہوئے۔ جب حضور سَیر کو آیا کرتے تھے تو ہماری کچی مسجد میں آ کر نمازِ اشراق پڑھتے ہم لوگ ساگ روٹی پیش کرتے تو حضور کبھی بُرا نہ مناتے اور نہ ہی کراہت کرتے بلکہ محبت سے قبول فرماتے۔" (سیرت المہدی حصّہ چہارم غیر مطبوعہ ۱۳۴۴)

(۳) مرزا دین محمد صاحب رضؓ لنگروال نے بیان کیا کہ:۔

"آپؑ (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام) مسجد میں فرض نماز ادا فرماتے۔ سنتیں اور نوافل مکان پر ہی ادا فرماتے۔ عشاء کی نماز کے بعد آپؑ سو جاتے تھے اور نصف رات کے بعد آپ جاگ اٹھتے تھے اور نفل ادا کرتے تھے۔ اس کے بعد قرآن مجید پڑھتے۔ مٹی کا دیا آپ جلاتے تھے۔ تلاوت فجر کی اذان تک آپ کرتے۔"

(الفضل ۲ دسمبر ۱۹۴۱ء)

(۴) حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے بیان کیا کہ:-

"ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مجلس میں یہ تذکرہ تھا کہ پچھلی رات نمازِ تہجد کے لئے جاگنے کے لئے کیا تجویز کرنی چاہیئے تب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے فرمایا کہ اگر آپ سوتے وقت اپنے آپ کو مخاطب کرکے یہ کہا کریں "اے صادق مجھے تین بجے جگا دینا" تو ضرور تین بجے آپ کی آنکھ کھل جائیگی۔" (ذکر حبیب ۱۹۷)

(۵) میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے بیان کیا کہ:-

"ایک دفعہ کسی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سوال کیا کہ حضور نماز تو پڑھی جاتی ہے لیکن کچھ لذت نہیں آتی اور نہ خوشی سے نماز کو دل چاہتا ہے حضور نے فرمایا کہ دل چاہے یا نہ چاہے نماز پڑھتے جاؤ۔ تم دیکھتے نہیں کہ بیمار کا دل غذا کو نہیں چاہتا مگر اسے زور دے کر کھلاتے ہیں اسی طرح نماز کو دل چاہے یا نہ چاہے نماز پڑھتے جاؤ۔ ایسا ہی حضور کے سامنے سوال ہوا کہ نماز میں حضورِ قلب پیدا نہیں ہوتا۔ فرمایا جب اذان ہو تو مسجد میں پہنچ جاؤ یہی حضورِ قلب ہے۔ بندہ کا کام ہے کہ کوشش کرے آگے خدا کا کام ہے۔"

(سیرت المہدی حصہ چہارم غیر مطبوعہ ۱۳۰۶)

(۶) جناب شیخ کرم الٰہی صاحب پٹیالویؓ نے بیان کیا کہ:-

"میں نے جب لدھیانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی تو میں نے اس خلوت کو غنیمت جان کر حضور سے دو تین امور کے متعلق استفسار کیا ۔۔۔۔ اسی ضمن میں خاکسار نے بطور ورد وظائف کچھ پڑھنے کے لئے دریافت کیا تو حضور نے فرمایا آپ کی ملازمت بھی نازک اور ذمہ داری کی ہے۔ بس نماز کو سنوار کر

وقت پر ادا کرنا ، اتباعِ سنّت اور چلتے پھرتے درود شریف اور استغفار پڑھنے اور بوقتِ فرصت قرآن مجید کو سمجھ کر تلاوت کو بھی کافی فرمایا۔ خاکسار کے مکرر اصرار پر ہر نمازِ فرض کے بعد اسی نشست میں گیارہ دفعہ لاحول ولا قوۃ ... الخ پڑھنے کے لئے ارشاد فرمایا۔" (سیرۃ المہدی حصہ چہارم غیر مطبوعہ صفحہ ۱۱۱۶)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں :-

" ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ درود شریف کے پڑھنے میں ... ایک زمانہ تک مجھے بہت استغراق رہا ... تب ایک مدت کے بعد کشفی حالت میں میں نے دیکھا کہ دو سقے یعنی ماشکی آئے۔ ایک اندرونی راستے سے اور ایک بیرونی راہ سے میرے گھر میں داخل ہوئے ہیں اور ان کے کاندھوں پر نور کی مشکیں ہیں اور کہتے ہیں ھٰذا بما صلیت علٰی محمدٍ" (حقیقۃ الوحی حاشیہ صفحہ ۱۲۸)

۱۱۔ دعا کی طرف رغبت

(۱) حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ :-

" جو بات ہماری سمجھ میں نہ آوے یا کوئی مشکل پیش آوے تو ہمارا طریق یہ ہے کہ ہم تمام فکروں کو چھوڑ کر دعا میں اور تضرع میں مصروف ہو جاتے ہیں اور تب وہ بات حل ہو جاتی ہے" (ذکرِ حبیب صفحہ ۲۸۹)

(۲) حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے بیان کیا کہ :-

" ۴ اپریل ۱۹۰۵ء صبح ۶½ بجے ایک دفعہ نہایت زور آور حملہ زلزلہ کا

ہُوا ...۔ زلزلہ کے شروع ہوتے ہی آپؑ بمعہ اہلِ بیت اور بال بچہ کے اللہ تعالیٰ کے حضور میں دعا کرنے شروع ہو گئے اور اپنے رب کے آگے سربسجود ہوئے ۔ بہت دیر تک قیام رکوع اور سجدہ میں سارا کنبہ کا کنبہ بمعہ خدّام کے گرا رہا اور خدا تعالیٰ کی بے نیازی سے لرزاں و ترساں رہا۔" (ذکرِ حبیب صفحہ ۱۳۰، ۱۳۱)

(۳) مولوی عبداللہ صاحب سنوری مرحومؓ بیان کرتے تھے کہ :۔

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے قرضہ سے نجات پانے کے لئے یہ دعا سکھائی تھی کہ پانچوں فرض نماز کے بعد التزام کے ساتھ گیارہ دفعہ لاحول ولا قوۃ اِلّا باللّٰہ پڑھنا چاہیئے۔ اور مَیں نے اس کو بارہا آزمایا ہے اور بالکل درست پایا ہے۔" (سیرت المہدی حصہ دوم ۴۴۶)

(۴) حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ :۔

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی دوسروں کو دعا کے لئے کہا کرتے تھے بلکہ بعض دفعہ بچوں کو بھی دعا کی تحریک کیا کرتے تھے۔ مجھ سے بھی آپ کئی مواقع پر دعا کے لئے کہا کرتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ آپؑ نے مجھے دعا کے لئے فرمایا۔ اس وقت میری عمر ۹ سال کی تھی۔

اِس کے علاوہ ایک بات اَور بھی ہے کہ جہاں روحانی عالم میں طاقتور کی دعا اِس لئے سُنی جاتی ہے کہ وہ مقبول ہے وہاں کمزور کی اِس لئے سُنی جاتی ہے کہ وہ رحم کا زیادہ مستحق ہے۔ بعض مواقع پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کمزور کی دعا زیادہ جلدی قبول کر لیتی ہے۔" (الفضل ۵ اپریل ۱۹۳۵ء)

(۵) حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ :۔

"جو شخص اصرار کے ساتھ دعا مانگتا ہے اس کو جلد ملتا ہے پس اصرار ایک ایسی چیز ہے جو دعا کے لئے ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ گدا گر دو قسم کے ہوتے ہیں ایک "نرگدا" اور دوسرے "خرگدا"۔ نرگدا وہ ہوتا ہے جو کسی کے دروازہ پر جا کر آواز دیتا ہے "کچھ دو"۔ اگر کسی نے کچھ ڈال دیا تو لے لیا نہیں تو دو تین آوازیں دے کر چلے گئے مگر خرگدا وہ ہوتا ہے کہ جب تک نہ ملے ٹلتا نہیں۔ اس قسم کے گداگر لئے بغیر پیچھا ہی نہیں چھوڑتے۔ ایسے گداگر بہت تھوڑے ہوتے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس بھی ایک شخص آکر بیٹھتا تھا۔ وہ نہیں اُٹھتا تھا جب تک کچھ لے نہ لے وہ بیٹھا رہتا تھا جب تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام باہر نہ نکلتے تھے اور اسے کچھ دے نہ دیتے۔ پھر بعض دفعہ وہ رقم مقرر کر دیتا کہ اتنی رقم لینی ہے۔ اور اگر حضرت صاحب اس سے کم دیتے تو اسے ہرگز نہ لیتا۔ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ مہمان اسے اتنی رقم پوری کر دیتے تھے کہ چلا جائے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ اگر اس کے مونہہ سے کوئی رقم نکل گئی کہ یہ لینی ہے۔ اور وہ بھی پوری نہ ہو تو وہ جاتا نہیں تھا جب تک رقم پوری نہ کر دی جاتی۔ اور اگر حضرت صاحب بیمار ہوتے تو تب تک نہ جاتا جب تک صحتیاب ہو کر آپ باہر تشریف نہ لاتے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے تھے کہ دعا کی قبولیت کے لئے یہ ضروری ہے کہ انسان "خرگدا" بنے اور مانگتا چلا جائے اور خدا کے حضور دھونی رما کر بیٹھ جائے اور ٹلے نہیں جب تک کہ خدا کا فعل یہ ثابت نہ کر دے کہ اب اس کے متعلق دعا نہ کی جائے ..."

(الفضل جلد ۱۴ نمبر ۲ و الحکم ۲۱ ۴۳/۷)

(۶) میاں فضل محمد صاحب ہرسیاں دوکان دار محلہ دارالفضل نے بیان کیا کہ:-
"ایک دفعہ دعا کے متعلق کچھ سوال ہوا۔ حضور نے فرمایا کہ دعا بھی مومن کا ہتھیار ہے دعا کو ہرگز چھوڑنا نہیں چاہیئے بلکہ دعا سے تھکنا نہیں چاہیئے۔ لوگوں کی عادت ہے کہ کچھ دن دعا کرتے ہیں اور پھر چھوڑ دیتے ہیں۔ دعا کی مثال حضور نے کوئیں کی دی کہ انسان کنواں کھودتا ہے اور بعض اوقات جب پانی کے قریب پہنچتا ہے تو تھک کر ناامید ہو کر چھوڑ دیتا ہے اگر وہ ایک دو بالشت اور کھودتا تو نیچے سے پانی نکل آتا اور اس کا مقصود حاصل ہو جاتا اور وہ کامیاب ہو جاتا۔ اسی طرح دعا کا کام ہے کہ انسان کچھ دن دعا کرتا ہے اور پھر چھوڑ دیتا ہے اور ناکام رہتا ہے۔"

(سیرت المہدی حصہ چہارم غیر مطبوعہ ۱۲۶۸)

(۷) جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوریؓ نے بیان کیا کہ:-
"ایک مرتبہ خاکسار نے حضور اقدس علیہ السلام سے عرض کی کہ مجھے مولویوں سے ملنے کا اتفاق ہوتا ہے اس لئے حضور کچھ ارشاد فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ جب کہیں گفتگو کا موقعہ ملے تو دعا کر لیا کرنا اور یہ کہہ دیا کرنا کہ میں نے حق کو سچا پایا اور قبول کر لیا ہے۔" (سیرت المہدی حصہ سوم ۷۲۸)

(۸) حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے بیان کیا کہ:-
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۲۲ فروری ۱۸۹۸ء کو فرمایا
"دنیا کی دولت سلطنت اور شوکت رشک کا مقام نہیں ہے مگر رشک کا مقام دعا ہے۔" (ملفوظات جلد اول ۲۲۷)

(۹) حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے بیان کیا کہ :-

"ایک دفعہ میں لاہور سے قادیان آیا ہوا تھا۔ جمعہ کا دن تھا قبل نمازِ جمعہ میں حضرت صاحب کی خدمت میں اندرونِ خانہ حاضر ہوا فرمایا مفتی صاحب مجھے سخت سر درد ہو رہا ہے اس واسطے میں نماز جمعہ کے لئے مسجد کو نہیں جا سکتا آپ تشریف لے جائیں۔ حضرت کے اس فرمانے سے مجھ پر ایسا اثر ہوا کہ میں نے جامع مسجد میں جا کر نماز کے اندر نہایت رقت سے حضرت صاحب کی صحت کے واسطے دعا کی ہنوز میں دعا میں مصروف ہی تھا کہ حضرت صاحب مسجد میں تشریف لے آئے اور فرمایا کہ مجھے سر درد سے آرام ہو گیا اس واسطے میں چلا آیا کہ جمعہ پڑھ لینا چاہیئے"۔ (ذکرِ حبیب صـ ۱۶۵)

(۱۰) حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ نے بیان کیا کہ :-

"بعض لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بیعت کرنے کے بعد سوال کیا کرتے تھے کہ حضور کسی وظیفہ وغیرہ کا ارشاد فرمائیں۔ اس کا جواب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اکثر یوں فرمایا کرتے تھے کہ نماز سنوار کر پڑھا کریں اور نماز میں اپنی زبان میں دعا کیا کریں۔ اور قرآن شریف بہت پڑھا کریں۔ نیز آپ وظائف کے متعلق اکثر فرمایا کرتے تھے کہ استغفار کیا کریں۔ سورۃ فاتحہ پڑھا کریں اور درود شریف پر مداومت کریں۔ لاحول اور سبحان اللہ پر مواظبت کریں اور فرماتے تھے کہ بس ہمارے وظائف تو یہی ہیں"۔ (سیرت المہدی حصہ سوم صـ ۲۷۵)

(۱۱) حافظ نور محمد صاحب نے بیان کیا کہ :-

"غالباً دوسرا یا تیسرا جلسہ تھا کہ حضور ایک دن عشاء کی نماز کے لئے

مسجد میں تشریف لائے اور آتے ہی فرمایا مولوی صاحب (مُراد غالباً حضرت خلیفۂ اوّلؓ ہیں) میرے دل میں یہ آیات گزری ہیں کہ وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا اور يمنعون الماعون۔ پھر حضورؑ نے ان آیات کی اِس قدر تشریح فرمائی کہ حاضرین نے متاثر ہوکر چیخیں مارنی شروع کردیں بعدازاں مولوی عبدالکریم صاحب مرحومؓ نے سورۂ مریم کی قرأت سے نماز شروع کی اور بحالتِ نماز بھی ویسا ہی رونے اور چیخنے کا شور پڑا ہوا تھا جو بعد میں کم نظر آیا ہے۔ دوسرے روز حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تقریر میں فرمایا کہ دعا میں اِس قدر اثر ہے کہ اگر کوئی کہے کہ دعا سے پہاڑ ہل جاتا ہے تو میں اسے یقین کروں گا اور اگر کوئی کہے کہ دعا سے درخت نقلِ مکان کرجاتا ہے تو میں اسے سچ مانوں گا۔ ایک مسلمان کے پاس سوائے دعا کے اَور کوئی ہتھیار نہیں۔ یہی تو وہ چیز ہے جو انسان کی رسائی خدا تعالیٰ تک کرا دیتی ہے۔"

(سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۴۹۹)

(۱۲) حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ نے بیان کیا کہ:۔

"حضرت صاحبؑ کے زمانہ میں اِس عاجز نے نمازوں میں اور خصوصاً مسجدوں میں لوگوں کو آجکل کی نسبت بہت زیادہ روتے سُنا ہے۔ رونے کی آوازیں مسجد کے ہر گوشہ سے سُنائی دیتی تھیں اور حضرت صاحب نے اپنی جماعت کے رونے کا فخر کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ جس نماز سے پہلے حضرت صاحب کی کوئی خاص تقریر اور نصیحت ہوجاتی تھی اس نماز میں تو گویا ایک کُہرام برپا ہوجاتا تھا یہاں تک کہ سنگدل سے سنگدل آدمی بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہتے تھے۔ ایک

جگہ حضرت صاحبؑ نے لکھا ہے کہ دن میں کم از کم ایک دفعہ تو انسان خدا کے حضور رو لیا کرے۔" (سیرت المہدی حصہ سوم ۶۶۶)

(۱۴) سید محمد علی شاہ صاحب انسپکٹر نظارت بیت المال قادیان نے بیان کیا کہ:-

"جب مَیں ابتداء میں حضورؑ کی بیعت کے لئے قادیان آیا تو۔۔۔ مجھے سب سے پہلے موقعہ ملا۔۔۔ اس کے بعد۔۔۔ مَیں نے عرض کیا کہ حضور مَیں کاٹھ گڑھ ضلع ہوشیارپور میں صرف اکیلا احمدی ہوں اور کاٹھ گڑھ کے ارد گرد دس میل تک کوئی احمدی نہیں۔ اور ہمارے خاندان سادات میں سے میرے ماموں سلسلہ مقدسہ کے سخت دشمن ہیں اس لئے حضور دعا فرمائیں۔ فرمایا خدا تعالےٰ آپ کو اکیلا نہیں رکھے گا۔ وقتاً فوقتاً دعا کی یاددہانی کے لئے خط لکھ دیا کریں۔ اس کے بعد واقعی خدا نے مجھے اکیلا نہ رکھا اور آہستہ آہستہ لوگ احمدیت میں داخل ہونے لگے یہاں تک کہ اب کاٹھ گڑھ میں ایک بڑی جماعت ہے۔"

(سیرت المہدی حصہ سوم ۵۴۱)

۱۲۔ راست گفتاری

(۱) حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ:-

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے پہلے کا واقعہ ہے کہ خاندانی جائداد کے متعلق ایک مقدمہ تھا۔ اسی مکان کے چبوترہ کے متعلق جس میں اب صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر ہیں اس چبوترہ کی زمین دراصل ہمارے خاندان

کی تھی مگر اس پر دیرینہ قبضہ اس گھر کے مالکوں کا تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بڑے بھائی صاحب نے اس کے حاصل کرنے کے لئے مقدمہ چلایا اور جیسا کہ دنیاداروں کا قاعدہ ہے کہ جب زمین وغیرہ کے متعلق کوئی مقدمہ ہو اور وہ اپنا حق اس پر سمجھتے ہوں تو اس کے حاصل کرنے کے لئے جھوٹی سچی گواہیاں مہیا کرتے ہیں .... اس پر گھر کے مالکوں نے یہ امر پیش کر دیا کہ ہمیں کسی دلیل کی ضرورت نہیں ان کے چھوٹے بھائی (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کو بلا کر گواہی لی جائے اور جو وہ کہہ دیں ہمیں منظور ہوگا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بطور گواہ عدالت میں پیش ہوئے۔ اور جب آپ سے پوچھا گیا کہ کیا آپ ان لوگوں کو اس راستہ سے آتے جاتے اور اس پر بیٹھتے خود دیکھ رہے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ ہاں۔ اس پر عدالت نے ان کے حق میں فیصلہ دیدیا۔ آپ کے بڑے بھائی صاحب نے اسے اپنی ذلت محسوس کیا اور بہت ناراض ہوئے مگر آپ نے فرمایا "جب واقعہ یہ ہے تو میں کس طرح انکار کر سکتا تھا۔"

(الفضل جلد ۲۴ نمبر ۹۴ - الحکم ۵/۲۴ ۲۱)

(۲) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا نے الہام فرمایا :-

"کاذب خدا کا دشمن ہے وہ اس کو جہنم میں پہنچائے گا۔"

(تذکرہ صفحہ ۹۱۸ طبع اول)

(۳) حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے بیان کیا کہ :

"غالباً ۱۸۹۷ء کا واقعہ ہے کہ ترکی سفیر.... جن کا نام حسین کامی تھا .... قادیان آئے اور علیحدگی میں حضرت صاحب سے عرض کی کہ سلطان روم

اور اس کی حکومت کے واسطے دعا کریں مگر حضرت صاحب نے فرمایا کہ مَیں اپنے کشف میں ان لوگوں کی دینی اور اخلاقی حالت اچھی نہیں دیکھتا۔ جب تک وہ اپنی اصلاح نہ کریں ان لوگوں کے لئے دعا کی طرف توجہ نہیں ہوسکتی۔ اس پر وہ بہت بگڑا اور لاہور واپس آکر ہمارے مخالفوں کے ساتھ مل کر مخالفت میں اشتہار شائع کیا۔۔۔" (ذکرِ حبیب صفحہ ۴۸، صفحہ ۴۹)

(۴) حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے بیان کیا کہ:۔

" جون ۱۹۰۱ء۔ عدالتوں کا ذکر اور عدالتوں میں گواہوں کا وکلاء اور حاکموں کے رُعب میں آجانے کا کچھ ذکر ہو رہا تھا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام نے فرمایا کہ " عدالتوں میں اکثر گواہوں پر حاکموں اور وکیلوں کا ایسا رعب پڑ جاتا ہے کہ وہ انسانوں کے حقوق کو محفوظ نہیں رکھ سکتے اور کچھ نہ کچھ بے جا اور غلط بات مُنہ سے نکال دیتے ہیں جس سے ظلم پیدا ہوتا ہے عدالتوں کا رعب بھی ایک شرک ہے۔ ان الشرک لظلمٌ عظیم "
(ذکرِ حبیبؑ صفحہ ۲۶۴)

(۵) جناب حاجی غلام احمد صاحب کریام نے بذریعہ مولوی قمر الدین صاحب مولوی فاضل بیان کیا کہ:۔

" ایک مرتبہ ان کے گاؤں میں ایک مجسٹریٹ نے موقعہ دیکھتے وقت مدعی فریق سے کہا کہ اگر اِس جگہ کوئی سچ بولنے والا ہو تو پیش کرو مَیں اس سے اصل حقیقت معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے حاجی صاحب کا (جو مخلص احمدی تھے) نام لیا۔ حاجی صاحب کو طلب کیا گیا حاکم نے عزت سے بٹھایا اور اصل

حقیقت دریافت کی۔ آپ نے سچی بات کہہ دی۔ حاکم نے حاجی صاحب کی شہادت کی بناء پر مدعی کے حق میں (جو غیر احمدی تھا) فیصلہ کر دیا۔ مدعا علیہ احمدی تھا۔"

(الفضل جلد ۲۱ صـ۱۹۶)

۱۳۔ امانت و دیانت

(۱) جناب میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی رضؓ نے بیان کیا کہ :۔

"ایک دفعہ حضور علیہ السلام معہ اصحاب اس راستہ کی طرف جو یکوں ٹمٹموں کا راستہ متصل محلہ خاکروباں بٹالہ کو جاتا ہے سیر کو تشریف لے گئے واپسی پر راستہ کے ایک طرف درخت کیکر کسی کا گرا ہوا تھا بعض دوستوں نے اس کی خورد شاخیں کاٹ کر مسواکیں بنا لیں حضورؑ کے ساتھ اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ بھی تھے جن کی عمر اس وقت ۱۰۔۱۲ سال تھی ایک مسواک کسی بھائی نے ان کو دے دی اور انہوں نے بوجہ بچپن کی بے تکلفی کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کہا کہ "ابا مسواک لے لیں"۔ حضورؑ نے جواب نہ دیا۔ پھر دوبارہ بھی کہا حضورؑ نے پھر جواب نہ دیا۔ سہ بارہ پھر کہا کہ ابا یہ مسواک لے لیں تو حضورؑ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ پہلے یہ بتاؤ کہ مسواکیں کس کی اجازت سے لی گئی ہیں۔ اِس فرمان کے سنتے ہی سب نے مسواکیں زمین پر پھینک دیں"۔

(سیرت المہدی حصہ چہارم غیر مطبوعہ صـ۱۲۲۶)

(۲) حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں :۔

"۱۸۶۸ء یا ۱۸۶۹ء میں بھی ایک عجیب الہام اُردو میں ہوا تھا۔۔۔

اور تقریب اس الہام کی یہ پیش آئی تھی کہ مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی کہ جو کسی زمانہ میں اِس عاجز کے ہم مکتب تھے جب نئے نئے مولوی ہو کر بٹالہ میں آئے اور بٹالویوں کو ان کے خیالات گراں گزرے تو تب ایک شخص نے مولوی صاحب ممدوح سے کسی اختلافی مسئلہ میں بحث کرنے کے لئے اِس ناچیز کو مجبور کیا چنانچہ اس کے کہنے کہلانے سے یہ عاجز شام کے وقت اس شخص کے ہمراہ مولوی صاحب ممدوح کے مکان پر گیا اور مولوی صاحب کو معہ ان کے والد صاحب کے مسجد میں پایا۔

"پھر خلاصہ یہ کہ اس احقر نے مولوی صاحب موصوف کی اس وقت کی تقریر کو سُنکر معلوم کر لیا کہ ان کی تقریر میں کوئی ایسی زیادتی نہیں کہ قابلِ اعتراض ہو اِس لئے خاص اللہ کے لئے بحث کو ترک کیا گیا۔ رات کو خداوند کریم نے اپنے الہام اور مخاطبت میں اس ترکِ بحث کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ" تیرا خدا تیرے اس فعل سے راضی ہوُا اور وہ تجھے بہت برکت دے گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے پھر بعد اس کے عالمِ کشف میں وہ بادشاہ دکھلائے گئے جو گھوڑوں پر سوار تھے۔" (تذکرہ ص۹-۱۰)

(۳) حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ تحریر کرتے ہیں کہ:۔

" (آپؑ) ایک مرتبہ ایک ناطہ کے مقدمہ میں کمیشن مقرر کئے گئے میراں بخش نام ایک مُغل آپؑ کے ساتھ تحقیقات کے لئے موقعہ پر گیا۔ حضرت مرزا صاحب نے سواری کا گھوڑا اور اس کے لئے دانہ بھی لے لیا اور اپنی روٹی بھی ساتھ ہی لے لی .... جب موقعہ پر پہونچے تو فریقین نے ہر طرح آپ کی مدارات کی کوشش کی۔

اِس لئے نہیں کہ آپ ان کے مقدمہ میں کمیشن تھے بلکہ اس لحاظ سے کہ آپ قادیان کے مشہور و معروف سردار اور رئیس کے بیٹے تھے مگر حضرت مرزا صاحب نے کہا کہ میں کھانے کے واسطے روٹی ساتھ لایا ہوں اور میرے گھوڑے کے لئے دانہ بھی موجود ہے مجھے صحیح صحیح واقعات مقدمہ کے بتادو اور کچھ ضرورت نہیں۔ میراں بخش کہتا تھا کہ میں نے اس عورت کو جس کی لڑکی کے ناطہ کا مقدمہ تھا الگ جا کر کہہ دیا کہ اس نے تو کسی کے گھر کا پانی بھی نہیں پینا۔ گھوڑے کے لئے دانہ اور اپنی روٹی بھی گھر سے ساتھ لایا ہے۔ مجھ کو تم ایک روپیہ دے دو وہ یہ بھی کہتا تھا کہ حضرت صاحب نے راستہ میں ہی مجھ کو منع کر دیا تھا کہ وہاں کسی سے کچھ مت لینا مگر میں نے چھپکے سے ایک روپیہ لے لیا۔ یہ واقعہ بظاہر نہایت معمولی واقعہ ہو سکتا ہے مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دیانت و امانت کے لئے ایک زبردست گواہ ہے۔" (حیات النبیؐ صـ ۱۴۴)

(۴) حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ تحریر کرتے ہیں :-

" ان ایام میں جبکہ آپ کو مقدمات کی پیروی کے لئے حضرت والد صاحب کے ارشاد کی تعمیل میں جانا پڑتا تو آپ کا یہ بھی ایک معمول تھا کہ جس رات کی صُبح کو آپ کو تاریخ مقدمہ پر جانا ہوتا تو عشاء کی نماز بڑی مسجد میں پڑھ چکنے کے بعد کہتے کہ :-

" مجھ کو مقدمہ کی تاریخ پر جانا ہے میں والد صاحب کے حکم کی نافرمانی نہیں کر سکتا۔ دعا کرو کہ اس مقدمہ میں حق، حق ہو جاوے اور مجھے مخلصی ملے میں نہیں کہتا کہ میرے حق میں ہو۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ حق کیا ہے؟ بس جو اسکے

علم میں حق ہے اس کی تائید اور فتح ہو"۔ (حیات النبیؐ ص۱۸۶)

۱۴۔ محنت کی عادت

(۱) حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا۔

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں جب رات دن چھپتیں تو۔۔۔ آپ کئی کئی راتیں بالکل نہیں سوتے تھے۔۔۔۔ میں کئی بار آپ کو کام کرتے دیکھ کر سویا اور جب کہیں آنکھ کھلی تو کام کرتے ہی دیکھا حتّٰی کہ صبح ہو گئی"۔

(الفضل جلد ۴ نمبر ۱۲ بحوالہ الحکم ۲۴/۴/۳۴ء)

(۲) حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے بیان کیا کہ:۔

"ایک دفعہ جب سخت گرمی پڑی تو حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ نے ایک مضمون لکھا جس میں گرمی کا اظہار کرتے ہوئے اور گرمی کے سبب کام نہ کر سکنے کی معذرت کرتے ہوئے یہ الفاظ بھی لکھ دیئے کہ "گرمی ایسی سخت ہے کہ اس کے سبب خدا کی مشین بھی بند ہو گئی ہے"۔ اس میں مولوی صاحب مرحوم نے اس امر کی طرف اشارہ کیا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی شدّتِ گرمی کے سبب کام چھوڑ دیا ہے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ مضمون سُنا تو آپؑ نے فرمایا کہ یہ تو غلط ہے ہم نے تو کام نہیں چھوڑا"۔ (ذکرِ حبیب ص۱۶۱)

(۳) حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ نے بیان کیا کہ:۔

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے والد بزرگوار کی اطاعت کیلئے اپنی جاگیر اور جائداد کے مقدمات کے لئے سفر کرنے پڑے۔ اور قادیان سے ڈلہوزی

تک پاپیادہ سفر کیا۔ آج سے قریباً پچاس سال پیشتر راستوں اور سڑکوں کا ایسا اہتمام نہ تھا اور نہ سفر کی سہولتیں حاصل تھیں۔ پھر پہاڑوں کا دشوار گزار راستہ اور پیادہ پا طے کرنا آسان کام نہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو اپنے اس سفر میں کیسی جفاکشی اور غیر معمولی ہمت سے کام لینا پڑتا ہوگا۔۔ لیکن خدا کا یہ برگزیدہ جو تھوڑے ہی دنوں بعد مامور ہونے والا تھا۔ باوجود اپنی وجاہت خوبصورتی اور زمانہ شباب اور ہر قسم کی آزادی کے جذبات کے خطرناک اپیل کرنے والے مقامات سے اسی طرح معصوم آیا جیسے بچہ ماں کے پیٹ سے نکلتا ہے۔ بارہا آپ نے ان ایام کے عجائبات سناتے ہوئے فرمایا ہے کہ جب کبھی ڈلہوزی جانے کا مجھے اتفاق ہوتا تو پہاڑوں کے سبزہ زار حصوں اور بہتے ہوئے پانیوں کو دیکھ کر طبیعت میں بے اختیار اللہ تعالیٰ کی حمد کا جوش پیدا ہوتا اور عبادت میں ایک مزا آتا ہے۔ میں دیکھتا تھا کہ تنہائی کے لئے وہاں اچھا موقعہ ملتا ہے۔" (حیات النبیؐ صفحہ ۵۵)

(۵) حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحبؓ نے بیان فرمایا کہ:۔

"بسا اوقات کام کے انہماک میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کھانا اور سونا تک بھول جاتے تھے اور ایسے موقعوں پر آپ کو کھانے کے متعلق بار بار یاد کرا کے احساس پیدا کرانا پڑتا تھا۔ کئی مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ تصنیف کے کام میں آپ نے ساری ساری رات خرچ کر دی اور ایک منٹ کے لئے بھی آرام نہیں کیا۔ اس قسم کے واقعات شاذ کے طور پر نہیں تھے بلکہ کام کے زور کے ایام میں کثرت کے ساتھ پیش آتے رہتے تھے اور دیکھنے والے حیران

ہوتے تھے کہ آپ کی خلقت میں کس پاک مٹی کا خمیر ہے کہ فرائضِ منصبی کی ادائیگی میں اپنے نفس کے ہر آرام کو فراموش کر رکھا ہے۔" (سلسلہ احمدیہ صفحہ ۲۰۲)

۱۵۔ آرام طلبی سے نفرت

(۱) حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ:۔

"باوجود اس کے کہ آپ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) دنیا سے متنفر تھے مگر آپ سست ہرگز نہ تھے بلکہ نہایت محنت کش تھے اور خلوت کے دلدادہ ہونے کے باوجود مشقت سے نہ گھبراتے تھے۔ اور بارہا ایسا ہوتا تھا کہ آپ کو جب کبھی سفر پر جانا پڑتا تو سواری کا گھوڑا نوکر کے ہاتھ آگے روانہ کر دیتے اور آپ پیادہ ہی سفر کرتے تھے اور سواری پر کم چڑھتے تھے۔ یہ عادت پیادہ چلنے کی آپ کو آخر عمر تک تھی اور ستر سال سے متجاوز ہیں جبکہ بعض سخت بیماریاں آپ کو لاحق تھیں اکثر روزانہ ہواخوری کے لئے جاتے تھے اور چار پانچ میل روزانہ پھر آتے اور بعض اوقات سات میل پھر لیتے تھے۔ اور بڑھاپے سے پہلے کا حال آپ بیان فرمایا کرتے تھے کہ بعض اوقات صبح کی نماز سے پہلے اٹھ کر (نماز کا وقت سورج نکلنے سے سوا گھنٹہ پہلے ہوتا ہے) سیر کے لئے چل پڑتے تھے اور وڈالہ تک پہنچ کر جو بٹالہ کی سڑک پر قادیان سے قریباً ساڑھے پانچ میل پر ایک گاؤں ہے صبح کی نماز کا وقت ہوتا تھا۔"

(رسالہ ریویو اردو بابت ماہ نومبر ۱۹۱۶ء صفحہ ۴۰۲)

۱۶۔ السّلام علیکم کہنے کی عادت

(۱) جناب قاضی محمد یوسف صاحبؓ نے بیان کیا کہ :۔

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سلام کا اس قدر خیال تھا کہ خاکسار نے کئی بار دیکھا کہ حضور اگر چند لمحوں کے لئے بھی جماعت سے اُٹھ کر گھر جاتے اور پھر واپس تشریف لاتے تو ہر بار جاتے بھی اور آتے بھی السلام علیکم کہتے۔"

(سیرت المہدی حصّہ سوم ص۵۲۳)

(۲) "حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک دفعہ بخار آیا تو الہام ہوا :۔

"اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ"

چنانچہ اس کے بعد بہت جلد تندرست ہو گئے۔"

(الحکم جلد ۵ نمبر ۱۸۔ بحوالہ تذکرہ ص۴۰۷)

۱۷۔ سوالیوں کو خالی ہاتھ نہ لوٹانا

(۱) حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے بیان کیا کہ :۔

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس ایک چھوٹی حمائل تھی جو نہایت خوشخط چھپی ہوئی تھی اور آپ کو بہت پسند تھی۔ ایک دفعہ ایک شخص نے حضور سے سوال کیا کہ وہ حمائل اسے دے دیں حضورؑ نے فوراً اُسے دے دی اور انکار نہ کیا۔ کسی دوسرے وقت میں جب اس حمائل کا ذکر ہوا تو فرمایا وہ حمائل مجھے بہت پسند تھی مگر میں نے دل میں سوچا اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْھَرْ اور اس پر

عمل کرکے سائل کے سوال کا انکار نہ کیا۔

حضورؒ بعض دفعہ صدقہ وخیرات کی خوبیوں کی مثال میں ایک گنجے اور ایک اندھے کی کہانی سُنایا کرتے تھے کہ ایک گنجا اور ایک اندھا تھا۔ خدا کا ایک فرشتہ انسانی صورت میں گنجے کے پاس آیا اور اس سے پوچھا کہ تو کیا چاہتا ہے۔ گنجے نے کہا کہ میرے سر پر بال پیدا ہوجائیں اور مال و دولت مل جائے۔ چنانچہ فرشتے نے گنجے کے سر پر ہاتھ پھیرا اور خدا کی قدرت سے اُس کے سر پر بال بھی نکل آئے اور کسی ذریعہ سے مال و دولت اور نوکر چاکر بھی مل گئے پھر اندھے نے کہا کہ میری آنکھیں روشن ہوجائیں تو میں ٹکریں کھاتا نہ پھروں۔ اور روپیہ پیسہ مل جائے تو کسی کا محتاج نہ رہوں۔ فرشتہ نے اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو وہ روشن ہوگئیں اور مال و دولت بھی مل گئی مگر پھر کچھ عرصہ کے بعد وہی فرشتہ خدا کے حکم سے اندھے اور گنجے کی آزمائش کو ایک فقیر کے بھیس میں آیا اور گنجے کے پاس جا کر سوال کیا۔ گنجے نے ترش رُوئی سے جواب دیا اور جھڑک دیا اور کہا چل تیرے جیسے بہت فقیر پھرتے ہیں۔ فرشتہ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیر دیا اور وہ پھر گنجے کا گنجا ہوگیا اور سب مال و دولت جاتی رہی اور پھر ویسا ہی تنگ حال ہوگیا۔ اس کے بعد وہی فرشتہ فقیر کی شکل میں اس شخص کے پاس آیا جو اندھا تھا اور اب بینا اور بڑا دولتمند ہوگیا تھا سوال کیا۔ اس نے کہا کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے ہی دیا ہے تم لے لو۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اس کو اور بھی زیادہ مال و دولت دیا۔"

(الفضل جلد ۸ ۲ ص ۲۶۷)

(۲) حضرت منشی ظفر احمد صاحب مرحوم کپورتھلوی ؓ نے بیان کیا کہ :-

"ایک دفعہ میراں بخش سودائی نے بڑی مسجد سے آتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام لے کر آواز دی کہ "اوئے غلام احمد!" آپ اسی وقت کھڑے ہو گئے اور فرمایا "جی!" اس نے کہا "او سلام تے آکھیا کر!" آپ نے فرمایا "السلام علیکم" اس نے کہا "معانقہ ادا کر!" حضور ؑ نے جیب میں سے رومال نکال کر جس میں چونی یا اٹھنی بندھی ہوئی تھی کھول کر اسے دیدی۔ وہ خوش ہو کر گھوڑیاں گانے لگا۔"

(سیرت المہدی حصہ سوم ص۸۵)

(۳) محترمہ صفیہ بیگم صاحبہ بنت مولوی عبدالقادر صاحب مرحوم لدھیانوی نے بیان کیا کہ :-

"ایک دفعہ ایک سوالی دریچے کے نیچے کرتہ مانگتا تھا حضرت صاحب نے اپنا کرتہ اتار کر دریچہ سے فقیر کو دے دیا۔ والد صاحب مرحوم نے (جو اس وقت وہاں موجود تھے) فرمایا کہ اللہ اللہ کیسی فیاضی فرماتے ہیں۔"

(سیرت المہدی حصہ چہارم غیر مطبوعہ ۱۶۱۹)

(۴) محترمہ سکینہ بیگم صاحبہ اہلیہ ماسٹر احمد حسین صاحب فرید آبادی نے بیان کیا کہ :-

"ایک دفعہ مجھے ماسٹر صاحب ؓ نے سنایا کہ سردی کا موسم تھا۔ ڈاکیہ خط لایا اور کہنے لگا حضور مجھے سردی لگتی ہے آپ مجھے اپنا کوٹ دیں۔ تو حضور ؑ اسی وقت اندر گئے اور دو گرم کوٹ لے آئے اور کہنے لگے جو پسند ہے لے لو۔ اس نے کہا مجھے دونوں پسند ہیں تو حضور ؑ نے دونوں ہی دے دیئے۔" (سیرت المہدی

(حصہ چہارم غیر مطبوعہ ۱۹۳۲ء)

۱۸۔ غریبوں کی امداد

(۱) حضرت اُمّ المومنین رضؓ نے بیان فرمایا کہ :-

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام صدقہ بہت دیا کرتے تھے اور عموماً ایسا خفیہ دیتے تھے کہ ہمیں بھی پتہ نہیں لگتا تھا (حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے دریافت کیا) کہ کتنا صدقہ دیا کرتے تھے۔ فرمایا بہت دیا کرتے تھے اور آخری ایام میں جتنا روپیہ آتا تھا اس کا دسواں حصہ صدقہ کے لئے الگ کر دیتے تھے اور اس میں سے دیتے رہتے تھے۔۔۔۔ فرمایا اس سے یہ مُراد نہیں کہ دسویں حصے سے زیادہ نہیں دیتے تھے بلکہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ بعض اوقات اخراجات کی زیادت ہوتی ہے تو آدمی صدقہ میں کوتاہی کرتا ہے لیکن اگر صدقہ کا روپیہ پہلے سے الگ کر دیا جائے تو پھر کوتاہی نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ روپیہ پھر دوسرے مصرف میں نہیں آسکتا۔۔۔۔ فرمایا" اس غرض کے لئے آپ دسواں حصہ تمام آمد کا الگ کر دیتے تھے ورنہ ویسے دینے کو تو اس سے زیادہ بھی دیتے تھے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے عرض کیا کہ کیا آپ صدقہ دینے میں احمدی غیر احمدی کا لحاظ رکھتے تھے؟ حضرت اُمّ المومنین رضؓ نے فرمایا" نہیں" بلکہ ہر حاجت مند کو دیتے تھے۔ (اس زمانہ میں قادیان میں ایسے احمدی حاجتمند بھی کم ہی ہوتے تھے)۔ (سیرت المہدی حصہ اوّل ۲۹ ؟)

(۲) حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی رضؓ نے بیان کیا کہ :-

"قانونی امتحان جب آپ نے پہلی مرتبہ دیا تو اس وقت آپ کی غرض و مقصود اس پیشہ سے روپیہ کمانا نہ تھا بلکہ آپ اہلِ مقدمات کی بے کسی اور مظلومی کو دیکھتے تھے کہ بعض اوقات قانون کی ناواقفیت کے باعث وہ ان برکات اور مفاد سے محروم ہو جاتے ہیں جو قانون نے ان کے لئے عطا کر رکھے ہیں محض اپنے ہم جنسوں کی بھلائی اور مدد کے خیال نے آپ کو اس طرف متوجہ کیا تھا۔" (حیات النبی صفحہ ۱۸۶)

۱۹- مہمان نوازی

(۱) حضرت منشی ظفر احمد صاحب مرحوم کپورتھلوی نے بیان کیا کہ:-

"ایک دفعہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر خرچ نہ رہا۔ ان دنوں جلسہ سالانہ کے لئے الگ چندہ جمع ہو کر نہیں جاتا تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے پاس سے صرف فرماتے تھے۔ میر ناصر نواب صاحب مرحوم نے آکر عرض کی کہ رات کو مہمانوں کے لئے کوئی سامان نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بیوی صاحبہ سے کوئی زیور لے کر جو کفایت کر سکے فروخت کر کے سامان کر لیں۔ چنانچہ زیور فروخت یا رہن کر کے میر صاحب روپیہ لے آئے اور مہمانوں کے لئے سامان بہم پہنچایا۔۔۔"

(سیرت المہدی حصہ چہارم غیر مطبوعہ صفحہ ۱۱۲۶)

(۲) قریشی محمد عثمان صاحب نے بیان کیا:-

"جب میں حضور علیہ السلام سے رخصت ہونے لگا تو فرمایا بٹالہ دو بجے کے قریب پہنچو گے۔ راستہ میں کھانے کا وقت آجائے گا اس لئے یہیں سے کھانا ساتھ کئے دیتے ہیں۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت

اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا سے کہہ کر کھانا تیار کرواکر ہمارے ساتھ کر دیا۔"

(الفضل جلد ۳۰ ۲۵٦)

(۴) حضرت منشی ظفر احمد صاحب مرحوم کپورتھلوی نے بیان کیا کہ :-

" دو شخص منی پور آسام سے قادیان آئے اور مہمان خانہ میں آکر انہوں نے خادمانِ مہمان خانہ سے کہا کہ ہمارے بستر اُتارے جائیں اور سامان لایا جائے چارپائی بچھائی جائے۔ خادمان نے کہا کہ آپ خود اپنا سامان اُترو ائیں چارپائیاں بھی مل جائیں گی۔ دونوں مہمان اِس بات پر رنجیدہ ہو گئے اور فوراً یکہ میں سوار ہو کر واپس روانہ ہو گئے۔ مَیں نے مولوی عبدالکریم صاحبؓ سے یہ ذکر کیا تو مولوی صاحب فرمانے لگے جانے بھی دو ایسے جلد بازوں کو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اِس واقعہ کا علم ہوا تو نہایت جلدی سے ایسی حالت میں کہ جوتا پہننا بھی مشکل ہو گیا حضور ان کے پیچھے نہایت تیز قدم چل پڑے۔ چند خدام بھی ہمراہ تھے مَیں بھی ساتھ تھا۔ نہر کے قریب پہنچ کر ان کا یکہ مل گیا اور حضور کو آتا دیکھ کر وہ یکہ سے اُتر پڑے، اور حضور نے انہیں واپس چلنے کے لئے فرمایا کہ آپ کے واپس ہونے کا مجھے بہت درد پہنچا۔ چنانچہ وہ واپس آئے۔ حضورؑ نے یکہ میں سوار ہونے کے لئے انہیں فرمایا کہ مَیں ساتھ چلتا ہوں مگر وہ شرمندہ ہوئے اور سوار نہ ہوئے۔ اس کے بعد مہمان خانہ میں پہونچے۔ حضور نے خود ان کے بستر اُتارنے کے لئے ہاتھ بڑھایا مگر خدام نے اتار لئے۔ حضورؑ نے اسی وقت دو نواری پلنگ منگوائے اور ان پر ان کے بستر کروا دیئے۔ ان سے پوچھا کہ آپ کیا کھائیں گے اور خود ہی فرمایا کہ اس طرف تو چاول کھائے جاتے ہیں۔ اور رات کو دودھ کیلئے

پوچھا۔ غرض کہ ان کی تمام ضروریات اپنے سامنے پیش فرمائیں اور جب تک کھانا آیا وہیں ٹھہرے رہے۔ اس کے بعد حضور نے فرمایا کہ ایک شخص جو اتنی دُور سے آتا ہے۔ راستہ کی تکالیف اور صعوبتیں برداشت کرتا ہے یہاں پہنچ کر سمجھتا ہے کہ اَب مَیں منزل پر پہنچ گیا ہوں۔ اگر یہاں آکر بھی اس کی یہی تکلیف ہو تو یقیناً اس کی دِل شکنی ہوگی۔ ہمارے دوستوں کو اس کا خیال رکھنا چاہیئے ...."

(سیرت المہدی حصہ چہارم غیر مطبوعہ ص ۱۰۷)

(۴) حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا:۔

"حافظ معین الدین صاحبؓ جو آپؑ کے خادم تھے اور نابینا تھے فرمایا کرتے کہ مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب گھر سے کھانا لانے کے لئے بھیجتے تو بعض اوقات اندر سے عورتیں کہہ دیا کرتیں کہ انہیں تو ہر وقت مہمان نوازی کی فکر رہتی ہے ہمارے پاس کھانا نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنا کھانا دوسروں کو کھلا دیتے اور خود چنوں پر گزارہ کرتے۔"

(الفضل جلد ۲۱ ص ۸۷ والحکم ۵/۴۴ ص ۲۱)

۲۰۔ عزیزوں اور خادموں کیساتھ شفقت

(۱) حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ نے بیان کیا کہ:۔

"جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک شہادت کے لئے ملتان تشریف لے گئے تو رستے میں لاہور بھی اُترے اور وہاں جب آپ کو یہ علم ہُوا کہ مفتی محمد صادق صاحب بیمار ہیں تو آپؑ ان کی عیادت کے لئے ان کے گھر

تشریف لے گئے اور ران کو دیکھ کر حدیث کے الفاظ فرمائے لا بأس طهورًا انشاء اللہ یعنی کوئی فکر کی بات نہیں انشاء اللہ خیر ہو جائے گی۔ اور پھر آپؑ نے مفتی صاحبؓ سے یہ بھی فرمایا کہ بیمار کی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے آپ ہمارے لئے دعا فرمائیں۔" (سیرت المہدی حصہ دوم ص۲۰۹)

(۲) حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اےؓ نے بیان فرمایا کہ:۔

" ایک دفعہ گھر کے بچوں نے چندہ جمع کر کے قادیان کی ڈھاب کے لئے ایک کشتی جہلم سے منگوائی تھی اور حضرت صاحبؑ نے بھی اس چندہ میں ایک رقم عنایت کی تھی۔" (سیرت المہدی حصہ دوم ص۱۴۱)

(۳) جناب چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب نے بیان کیا کہ:۔

" ایک دن دوپہر کے وقت ہم مسجد مبارک میں بیٹھے کھانا کھا رہے تھے کہ کسی نے اس کھڑکی کو کھٹکھٹایا جو کوٹھڑی سے مسجد مبارک میں کھلتی تھی۔ میں نے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود تشریف لائے ہیں۔ آپؑ کے ہاتھ میں ایک طشتری ہے جس میں ایک ران بھنے ہوئے گوشت کی ہے۔ وہ حضورؑ نے مجھے دی اور حضورؑ خود واپس اندر تشریف لے گئے اور ہم سب نے بہت خوشی سے اسے کھایا۔ اس شفقت اور محبت کا اثر اب تک میرے دل میں ہے اور جب بھی اس واقعہ کو یاد کرتا ہوں تو میرا دل خوشی اور فخر کے جذبات سے لبریز ہو جاتا ہے۔" (سیرت المہدی حصہ چہارم غیر مطبوعہ ص۱۰۷۳)

(۴) حضرت منشی ظفر احمد صاحب مرحوم کپورتھلویؓ نے بیان کیا کہ:۔

" ایک دفعہ میں قادیان سے رخصت ہونے لگا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے اجازت بھی دے دی۔ پھر فرمایا کہ ٹھہر جائیں۔ آپؑ دودھ کا گلاس لے آئے اور فرمایا یہ پی لیں۔ شیخ رحمت اللہ صاحب بھی آگئے پھر ان کے لئے حضورؑ دودھ کا گلاس لائے۔ اور پھر نہر تک ہمیں چھوڑنے کے لئے تشریف لائے۔ اور بہت دفعہ حضور نہر تک ہمیں چھوڑنے کے لئے تشریف لاتے تھے۔"

(سیرت المہدی حصہ چہارم غیر مطبوعہ نمبر ۱۱۳۸)

(۵) محترمہ صفیہ بیگم صاحبہ بنت مولوی عبدالقادر صاحب مرحوم لدھیانویؓ نے بیان کیا کہ :۔

"ایک دفعہ جناب والد صاحب کہیں باہر دورہ تبلیغ کے لئے گئے ہوئے تھے پیچھے سے مصلحت کی وجہ سے منتظموں نے لنگر خانہ کا یہ انتظام کیا کہ جو مہمان آئیں صرف ان کو تین دن تک کھانا ملا کرے۔ باقی گھروں کا بند کر دیا۔ ہمیں بھی لنگرخانہ سے دونوں وقت روٹی آتی تھی جب بند ہوگئی تو نہ آئی۔ ہم سب بھائی بہن ایک دن رات بھوکے رہے کسی کو نہ بتایا۔ دوسرے دن سب کو بہت بھوک لگی ہوئی تھی کہ مائی تابی ایک مجمعہ اُٹھائے ہوئے آئی۔ والدہ صاحبہ نے کہا کہاں سے لائی ہے کس نے بھیجا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ حضرت جی نے دو رکابیاں کھیر کی اور دو پیالے گوشت عمدہ پکا ہوا تمہیں بھیجا ہے۔ والدہ صاحبہ کہتی ہیں۔ مرغ کا گوشت تھا اور روٹیاں توے کی پکی ہوئی۔ ہم سب حیران ہوئے کہ حضرت صاحب کو کس نے بتایا۔ پھر میں شام کو برتن لے کر گئی۔ برتن نیچے رکھ کر اوپر گئی تو حضرت صاحب نے فرمایا "صفیہ کل کیوں نہیں آئی" میں نے کہا کل ہم کو لنگر سے کھانا نہیں آیا تھا اس لئے ہم سب گھر ہی رہے۔ آپ نے افسوس کے ساتھ فرمایا

کہ کل تم سب بھوکے رہے۔ کیا تمہیں لنگر خانہ سے روٹی آئی تھی؟ بہت افسوس فرمایا اور کہا آج جو مجھے کھانا آیا تھا مَیں نے تمہارے گھر بھیج دیا مجھے یہ علم نہ تھا کہ تم کو کل سے کھانا نہیں ملا۔ پھر مجھے دس روپے دیئے اور فرمایا نیچے کوٹھی میں جتنے دانے گندم کے ہیں گھر لے جاؤ اور خرچ کرو جب تک مولوی صاحب نہیں آتے مجھے خرچ کے لئے بتایا کرو۔ پھر ایک ماہ میں ہی کئی بار مجھ سے دریافت فرمایا کہ تمہارا خرچ ختم ہو گیا؟ مَیں کہہ دیتی "نہیں"۔ اس ماہ کے اخیر میں ہی جناب والد صاحب مرحوم گھر آ گئے۔" (سیرت المہدی حصہ چہارم غیر مطبوعہ ۱۶۱)

(۶) جناب منشی عبدالعزیز صاحب اوجلوی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ:۔

"ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسجد مبارک میں معہ احباب کے تشریف رکھتے تھے۔ مَیں باہر سے آیا اور السلام علیکم عرض کیا۔ حضورؑ سے مصافحہ کرنے کی بہت خواہش پیدا ہوئی لیکن چونکہ مسجد بھری ہوئی تھی اور معزز احباب راستہ میں بیٹھے ہوئے تھے مَیں نے آگے جانا مناسب نہ سمجھا۔ ابھی مَیں کھڑا ہی تھا اور بیٹھنے کا ارادہ کر رہا تھا کہ حضورؑ نے میری طرف دیکھ کر فرمایا "میاں عبدالعزیز آؤ مصافحہ تو کر لو"۔ چنانچہ دوستوں نے مجھے راستہ دے دیا اور مَیں نے جا کر مصافحہ کر لیا۔" (سیرت المہدی حصہ سوم ۱۹۰)

(۷) مرزا دین محمد صاحب ساکن لنگروال نے بیان کیا کہ:۔

"جس کمرہ میں آپؑ کی رہائش تھی وہ چھوٹا سا تھا جس میں ایک چارپائی اور ایک تخت پوش تھا۔ چارپائی تو آپؑ نے مجھے دی ہوئی تھی اور خود تخت پوش پر سوتے تھے۔ فجر کی اذان کے وقت آپؑ پانی کے ہلکے ہلکے چھینٹوں سے مجھے

جگا دیتے ۔" (الفضل جلد ۲۹ ص۲۷۳)

(۸) مرزا دین محمد صاحب ساکن لنگروال نے بیان کیا کہ :۔

" بٹالہ میں آپ کی ایک حویلی تھی۔ وہاں جا کر اُترتے۔ صبح کا کھانا آپ گھر سے کھا جاتے۔ بٹالہ میں شام کے لئے مجھے دو پیسے دیتے۔ مَیں اس کی دو روٹیاں اور دال لے آتا آپؑ اس میں سے بہت تھوڑی روٹی کھاتے قریباً روٹی کا ¼ حصہ۔ اس کے بعد وہ روٹی اس مکان میں ایک غریب شخص رہتا تھا اس کو دے دیتے۔ اس کے بعد نوکر کو جو گھوڑا لے کر جاتا تھا دو آنے دیتے اور مجھے چار آنے دیتے کہ بازار سے جا کر حسبِ منشاء روٹی کھالو۔ دوسرے دن آپ تحصیل میں چلے جاتے۔ مَیں باہر بیٹھتا تھا۔ دوپہر کے وقت جو وقفہ ہوتا تھا اس میں آپ باہر تشریف لاتے اور مجھے چند پیسے دیتے کہ بھوک لگی ہوگی کوئی چیز کھالو۔" (الفضل جلد ۲۹ ص۲۷۳)

(۹) میاں عبداللہ صاحب سنوریؓ نے بیان کیا کہ :۔

" حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے خدام کے ساتھ بالکل بے تکلفی سے گفتگو فرماتے تھے۔ مَیں آپ کی خدمت میں اپنے سارے حالات کھول کر عرض کر دیتا تھا اور آپ ہمدردی اور توجہ سے سُنتے تھے اور بعض اوقات آپ اپنے گھر کے حالات خود بھی بے تکلفی سے بیان فرما دیتے تھے اور ہمیشہ مسکراتے ہوئے ملتے تھے جس سے دِل کی ساری کلفتیں دُور ہو جاتی تھیں۔"

(سیرت المہدی حصّہ دوم ص۲۲۲)

(۱۰) حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے بیان کیا کہ :۔

"جب عاجز۔۔۔ لاہور سے قادیان آیا کرتا تو حضور مجھے عموماً صبح ہر روز پینے کے واسطے دودھ بھیجا کرتے تھے۔ ایک دفعہ مجھے اندر بُلایا۔ ایک لوٹا دودھ کا بھرا ہوا حضورؑ کے ہاتھ میں تھا اس میں سے ایک بڑے گلاس میں حضورؑ نے دودھ ڈالا اور مجھے دیا اور محبت سے فرمایا آپ یہ پی لیں پھر میں اور دیتا ہوں میں تو اس گلاس کو بھی ختم نہ کر سکا ابھی اس میں دودھ باقی تھا جو لیں کر دی اور واپس کیا تبسّم کرتے ہوئے حضورؑ نے فرمایا بس آپ تو بہت تھوڑا پیتے ہیں۔"

(ذکرِ حبیبؑ صلا١)

(١١) حضرت منشی ظفر احمد صاحب مرحوم کپورتھلوی رضؓ نے بیان کیا کہ:۔

"ایک دفعہ کا ذکر ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام مغرب کے بعد مسجد مبارک کی دوسری چھت پر مع چند احباب کھانا کھانے کے لئے تشریف فرما تھے ایک احمدی میاں نظام الدین صاحب ساکن لدھیانہ جو بہت غریب آدمی تھے اور ان کے کپڑے بھی دریدہ تھے۔ حضور سے چار پانچ آدمیوں کے فاصلہ پر بیٹھے تھے۔ اتنے میں کئی دیگر اشخاص خصوصاً وہ لوگ جو بعد میں لاہوری کہلائے آتے گئے اور حضورؑ کے قریب بیٹھتے گئے جس کی وجہ سے میاں نظام دین صاحب کو پرے ہٹنا پڑتا رہا حتیٰ کہ وہ جُوتیوں کی جگہ تک پہنچ گیا۔ اتنے میں کھانا آیا تو حضورؑ نے ایک پیالہ سالن کا اور کچھ روٹیاں ہاتھ میں اٹھائیں اور میاں نظام دین کو مخاطب کر کے فرمایا آؤ میاں نظام دین! آپ اور ہم اندر بیٹھ کر کھانا کھائیں اور یہ فرما کر مسجد کے صحن کے ساتھ جو کوٹھڑی ہے اس میں تشریف لے گئے اور حضورؑ نے اور میاں نظام الدین نے کوٹھڑی کے اندر ایک ہی پیالہ میں کھانا کھایا

اور کوئی اندر نہ گیا۔ جو لوگ قریب آکر بیٹھتے گئے تھے ان کے چہروں پر شرمندگی ظاہر تھی۔" (سیرت المہدی حصہ چہارم غیر مطبوعہ ۱۰۶۹)

(۱۲) محترمہ فضل بیگم صاحبہ اہلیہ مرزا محمود بیگ صاحب آف پٹی نے بیان کیا کہ:-

"حضرت صاحب (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) بچوں سے بہت محبت کیا کرتے تھے۔ ہر وقت اپنے پاس کوئی چیز رکھتے تھے۔ میری بڑی لڑکی چار سال کی تھی اس کو کالی کھانسی تھی وہ کہتی تھی کہ اگر حضرت صاحب مجھے کچھ دیں گے تو مجھے آرام ہو جائے گا۔ حضور کچھ لکھ رہے تھے حضور علیہ السلام نے بکس کھولا اور دونوں ہاتھ بھر کر منقہ دیا اور ایک سفید رومال میں باندھ دیا اور فرمایا سارا نہ کھا جائے تھوڑا تھوڑا کھائے گرم ہوتا ہے۔ وہ کھانے لگی۔ اس کو کھاتے ہی کھانسی سے آرام ہو گیا۔ ورنہ ہم تو بہت علاج کر چکے تھے حضور علیہ السلام کے ہاتھ کی برکت تھی۔" (سیرت المہدی حصہ چہارم غیر مطبوعہ ۱۲۳۸)

(۱۳) محترمہ فضل بیگم صاحبہ اہلیہ مرزا محمود بیگ صاحب آف پٹی نے بیان کیا کہ:-

"میری لڑکی آمنہ جب حضرت صاحب کے پاس آتی تو حضور مٹھائی دیتے جب نماز کا وقت ہوتا تو آمنہ کہتی کہ حضرت صاحب نماز اندر ہی پڑھیں۔ اماں جان فرماتیں کہ اس کی مرضی ہے کہ اندر نماز پڑھی جائے اور مجھ کو مٹھائی جلدی ملے۔ اس پر حضور مٹھائی دے کر جاتے۔"

(سیرت المہدی جلد چہارم غیر مطبوعہ ۱۲۴۰)

(۱۴) محترمہ برکت بی بی صاحبہ اہلیہ میاں اللہ یار صاحب ٹھیکیدار نے بیان کیا کہ:-

"ایک دفعہ میرے والد صاحب رخصت لے کر آئے تھے تو حضورؑ نے فرمایا تھا کہ اور زلزلہ آئے گا۔ یعنی ایک بڑا زلزلہ جو کہ آچکا تھا اس کے بعد اور آنیوالا ہے۔ میرے والد صاحب نے کہا کہ حضور فرمائیں تو رخصت لے کر یا ملازمت چھوڑ کر چلا آؤں۔ حضورؑ نے فرمایا کہ لگا ہوا روزگار نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ دعا کے واسطے بار بار یاد دلا دیا کرو۔ آخر دسمبر میں ہی ایک دفعہ حضورؑ کے دیر دولت پر گئی تو اماں جان نے اصغری کی اماں سے چاول پکوائے۔ چاول خراب ہو گئے حضرت اماں جان اس پر خفا ہوئیں۔ حضور علیہ السلام آواز سُنکر باہر آگئے اور فرمایا اس کو کچھ نہ کہو۔ اماں جان نے فرمایا کہ اس نے چاول خراب کر دیئے حضور علیہ السلام نے فرمایا" شاید چاول ہی خراب ہوں گے اس کو کچھ نہ کہو"

(سیرت المہدی حصّہ چہارم غیر مطبوعہ ۱۵۱۴)

(۱۵) حافظ نبی بخش صاحب ساکن فیض اللہ چک نے بیان کیا کہ :-

" حضرت صاحب ہر موسم کا پھل مثلاً خربوزہ اور آم کافی تعداد میں باہر سے منگواتے تھے۔ خربوزہ علاقہ بیٹ سے اور آم دریا کے پار سے منگواتے تھے۔ بعض اوقات جب مَیں بھی خدمت میں حاضر ہوتا تھا حضور اپنے دستِ مبارک سے خربوزہ کاٹ کر مجھے دیتے اور فرماتے میاں نبی بخش خربوزہ میٹھا ہو گا اس کو کھاؤ۔ اور آپؑ بھی کھاتے۔ اسی طرح آموں کے موسم میں حضرت صاحب نہایت محبّت اور شفقت سے مجھے آم بھی عنایت فرماتے اور بار بار فرماتے یہ آم تو ضرور میٹھا ہو گا اس کو ضرور کھاؤ"

(سیرت المہدی حصّہ سوم ۵۹۸)

(۱۶) حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضؓ نے بیان کیا کہ :-

" حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم اِس عاجز کے استاد تھے مَیں نے عربی، فارسی، انگریزی اور قرآن مجید کا کچھ حصّہ ان سے پڑھا ہے۔ ٹھنڈے پانی کے بہت عاشق تھے ۔بیت الفکر کے اوپر کا جو کمرہ مسجد مبارک کے بالائی صحن میں کُھلتا ہے اس میں رہا کرتے تھے ۔پیاس لگتی تو کسی دوست یا شاگرد کو مسجد اقصےٰ میں تازہ پانی لانے کے لئے بھیجتے اور وہ شخص واپسی پہ گلی میں نظر آتا تو اوپر سے ہی کھڑکی کے اندر سے آواز دیتے کہ جلدی لاؤ ورنہ پانی کی آب ماری جائیگی غرض ان کو ٹھنڈے پانی اور برف سے بے حد رغبت تھی جب کبھی حضرت صاحب امرتسر یا لاہور سے برف منگواتے تو ان کو ضرور بھیجا کرتے تھے- اور کبھی مولوی صاحب مرحوم رضؓ مجھے فرماتے کہ گھر میں برف ہے؟ مَیں کہتا کہ ہاں ہے تو کہا کرتے کہ حضرت صاحب سے نہ کہنا کہ عبدالکریم مانگتا ہے مگر کسی طرح لے آنا۔ مَیں جا کر حضرت صاحب سے کہتا کہ مولوی عبدالکریم صاحب کے لئے کچھ برف چاہیئے یہ نہ کہتا کہ وہ مانگ رہے ہیں۔ آپ فرماتے ہاں ضرور لے جاؤ بلکہ خود نکال کر دیتے " (سیرت المہدی حصّہ سوم صٓ ۶۶۰)

(۱۷) منشی عبدالعزیز صاحب اوجلوی رضؓ نے بیان کیا کہ :-

" جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیالکوٹ تشریف لے جا رہے تھے تو راستہ میں خاکسار کو ملنے کا موقعہ نہ ملا کیونکہ خاکسار گورداسپور سے جا رہا تھا اور حضور رضؓ قادیان سے روانہ ہو کر بٹالہ سے سوار ہوئے تھے ۔مَیں نے لاہور پہنچ کر مولوی محمد علی صاحب سے ذکر کیا کہ مجھے بٹالہ سے لاہور تک حضرت کو بوجہ

ہجوم خلقت ملنے کا موقعہ نصیب نہیں ہوا لیکن سیالکوٹ سے دو اسٹیشن ورے مجھے ہجوم کم نظر آیا چنانچہ میں اپنے کمرہ سے بھاگتا ہوا حضرتؑ کے کمرہ کے پاس پہنچ گیا۔ حضرت مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ "میاں عبدالعزیز آپ بھی پہنچ گئے؟" سیالکوٹ پہنچ کر حضورؑ نے میر حامد شاہ صاحب مرحومؓ کے مکان پر قیام فرمایا اور منتظمین کو بلا کر فرمایا کہ منشی اروڑا خان صاحب اور میاں عبدالعزیز کو رہائش کے لئے الگ جگہ دو اور ان کا اچھی طرح سے خیال رکھنا کہ ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ادنیٰ سے ادنیٰ خدام کا بھی اتنا خیال رکھتے تھے۔" (سیرت المہدی حصہ سوم ص ۶۱۹)

(۱۸) حافظ محمد ابراہیم صاحبؓ محلہ دارالفضل قادیان نے بیان کیا کہ :۔

"ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ عید کا دن تھا۔ آدمیوں کی کثرت تھی۔ میں حضرت صاحب سے بہت دور فاصلہ پر تھا۔ حضور لوگوں سے مصافحہ کر رہے تھے۔ میں نے بھی چاہا کہ حضور سے مصافحہ کروں۔ مگر آدمیوں کی بھیڑ تھی۔ حضور نے مجھے دیکھ کر فرمایا کہ حافظ صاحب یہیں ٹھہریں میں آتا ہوں۔ حضور میرے پاس تشریف لائے اور مجھ سے مصافحہ کیا۔ اور اکثر حضور علیہ السلام السّلام علیکم پہلے کہا کرتے تھے۔"

(سیرت المہدی حصہ سوم ص ۶۶۱)

(۱۹) خواجہ عبدالرحمٰن صاحبؓ متوطن کشمیر نے بیان کیا کہ :۔

"مارچ ۱۹۰۸ء میں جب ہم طلباء انٹرنس کے امتحان کے لئے امرتسر جانے لگے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے رخصت حاصل کرنے کے لئے حضورؑ کے مکان پر حاضر ہوئے۔ جب حضور کو اطلاع کرائی گئی تو دروازہ پر پہنچتے ہی حضورؑ

نے فرمایا "خدا تم سب کو پاس کرے"۔ اس کے بعد ہم نے یکے بعد دیگرے حضور سے مصافحہ کیا۔ ایک لڑکا مسمّی عطا محمد بعد میں دوڑتا ہوا آیا۔ اس وقت حضور ہمیں رخصت فرما کر چند قدم اندرونِ خانہ میں جا چکے تھے تو عطا محمد مذکور نے حضور کا پیچھے سے دامن پکڑ کر زور سے کہا حضور میں رہ گیا ہوں۔ اس پر حضور مڑ کر اس کی طرف متوجہ ہوئے اور مصافحہ کر کے اس کو بھی رخصت کیا۔ یہ دوست اب ہیڈ اسسٹنٹ سرحد ہیں۔" (سیرت المہدی حصہ سوم ص ۸۳۹)

(۲۰) مرزا دین محمد صاحب ساکن لنگروال نے بیان کیا کہ :۔

"جس کمرہ میں آپ کی رہائش تھی وہ چھوٹا سا تھا جس میں ایک چارپائی اور ایک تخت پوش تھا۔ چارپائی تو آپ نے مجھے دی ہوئی تھی اور خود تخت پوش پر سوتے تھے۔ فجر کی اذان کے وقت پانی کے ہلکے ہلکے چھینٹوں سے مجھے جگا دیتے۔"

(الفضل جلد ۲۹، ص ۲۷۳)

۲۱۔ عفو کی عادت

(۱) حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے بیان کیا کہ :۔

"ایک دفعہ الہ دین عرف فلاسفر نے جن کی زبان کچھ آزاد واقع ہوئی ہے حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کی کچھ گستاخی کی جس پر حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کو غصہ آگیا اور انہوں نے فلاسفر صاحب کو ایک تھپڑ مار دیا۔ اس پر فلاسفر صاحب اور تیز ہو گئے اور بہت بُرا بھلا کہنے لگے جس پر بعض لوگوں نے فلاسفر (صاحب) کو خوب اچھی طرح زدوکوب کیا جس پر فلاسفر (صاحب) نے

چوک میں کھڑے ہو کر بڑے زور سے رونا چلانا شروع کیا اور آہ و بکا کے نعرے بلند کئے۔ یہ آواز اندرونِ خانہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کانوں تک جا پہنچی اور آپ بہت ناراض ہوئے۔ چنانچہ جب آپ نمازِ مغرب کے قبل مسجد میں تشریف لائے تو آپ کے چہرے پر ناراضگی کے آثار تھے اور آپ مسجد میں اِدھر اُدھر ٹہلنے لگے۔ اس وقت حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ بھی موجود تھے۔ حضرت صاحب نے فرمایا اِس طرح کسی کو مارنا بہت ناپسندیدہ فعل ہے اور یہ بہت بُری حرکت کی گئی ہے۔ مولوی عبدالکریم صاحبؓ نے فلاسفر کے گستاخانہ رویّہ اور اپنی بریّت کے متعلق کچھ عرض کیا مگر حضرت صاحب نے غصّے سے فرمایا کہ نہیں یہ بہت ناواجبہ بات ہوئی ہے۔ جب خدا کا رسُول آپ لوگوں کے اندر موجود ہے تو آپ کو خود بخود اپنی رائے سے کوئی فعل نہیں کرنا چاہیئے تھا بلکہ مجھ سے دریافت کرنا چاہیئے تھا۔ وغیرہ ذالک۔

حضرت صاحب کی اِس تقریر سے حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ رو پڑے اور حضرت صاحب سے معافی مانگی اور عرض کیا کہ حضور میرے لئے دعا فرمائیں۔ اور اس کے بعد مارنے والوں نے فلاسفر سے معافی مانگ کر اسے راضی کیا اور اسے دُودھ وغیرہ پلایا۔" (ذکرِ حبیب صفحہ ۳۲۴)

(۲) میاں عبدالعزیز صاحبؓ المعروف مغل نے بیان کیا :-

" ایک دِن حضور علیہ السلام مسجد مبارک کی چھت پر تشریف فرما تھے۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ بھی موجود تھے۔ حضور علیہ السلام نے مہمانوں کے لئے پرچ پیالیاں منگوائی ہوئی تھیں میر مہدی حسین صاحبؓ سے وہ گر گئیں

اور چکنا چور ہو گئیں۔ مولوی عبدالکریم صاحب مرحومؓ نے عرض کیا کہ حضور آواز آئی ہے معلوم ہوتا ہے کہ میر مہدی حسین صاحب سے پرچیں ٹوٹ گئیں۔ فرمایا میر صاحب کو بلاؤ۔ میر مہدی حسین صاحب ڈرتے ہوئے سامنے آئے حضور علیہ السلام نے فرمایا میر صاحب! کیا ہوا ہے۔ انہوں نے عرض کیا حضور ٹھوکر لگنے سے پیالیاں ٹوٹ گئی ہیں۔ اس پر فرمایا کہ دیکھو جب یہ گری تھیں تو ان کا آواز کیسا اچھا تھا۔" (الفضل جلد ۳۰ ۲۸۹)

(۴) حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں :-

"تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے۔ اور بدبخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا سو اس کا مجھ میں حصہ نہیں۔" (کشتی نوح صا۱)

۲۲۔ صدمات میں صبر

(۱) ملک مولا بخش صاحبؓ نے بیان کیا کہ :-

"صاحبزادہ مبارک احمد صاحب مرحوم جب بیمار تھے تو ان کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تشویش اور فکر کا علم ہوتا رہتا تھا۔ جب صاحبزادہ صاحب فوت ہو گئے تو سردار فضل حق صاحب اور ڈاکٹر عباد اللہ صاحب مرحومؓ اور بندہ بخیال تعزیت قادیان آئے لیکن جب حضور مسجد میں تشریف لائے تو حضورؑ حسب سابق بلکہ زیادہ خوش تھے۔ صاحبزادہ مرحوم کی وفات کا ذکر آیا تو حضور نے فرمایا مبارک احمد فوت ہو گیا اور میرے مولا کی بات پوری

ہوئی۔ اس نے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ یہ لڑکا یا تو جلدی فوت ہو جائے گا یا بہت بالخدا ہوگا۔ پس اللہ نے اس کو بلا لیا۔ ایک مبارک احمد کیا اگر ہزار بیٹا ہو اور ہزار ہی فوت ہو جائے مگر میرا مولا خوش ہو اور اس کی بات پوری ہو تو میری خوشی اسی میں ہے۔ یہ حالات دیکھ کر ہم میں سے کسی کو افسوس کے اظہار کی جرأت نہ ہوئی۔" (سیرت المہدی حصہ چہارم غیر مطبوعہ ۱۱۹۹)

(۲) حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ نے بیان کیا کہ:۔

"گھر والے بھی اِس بات کو محسوس کرتے تھے کہ آپ کو (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو) حضرت والدہ مکرمہ سے بہت محبت ہے چنانچہ جب حضرت والدہ مکرمہ کا انتقال ہوا تو آپ قادیان سے باہر کسی جگہ تھے میراں بخش حجام کو آپ کے پاس بھیجا گیا اور اسے کہہ دیا گیا تھا کہ وہ یکدم حضرت والدہ مکرمہ کی وفات کی خبر حضرت مسیح موعود (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو نہ سنائے۔ چنانچہ جس وقت بٹالہ سے نکلے تو حضرت کو حضرت والدہ صاحبہ کی علالت کی خبر دی۔ یکہ پر سوار ہو کر جب قادیان کی طرف آئے تو اس نے یکہ والے کو کہا کہ بہت جلد لے چلو۔ حضرتؑ نے پوچھا کہ اِس قدر جلدی کیوں کرتے ہو۔ اس نے کہا کہ ان کی طبیعت بہت ناساز تھی۔ پھر تھوڑی دور چل کر اس نے یکہ والے کو اَور تاکید کی کہ بہت ہی جلد لے چلو تب (آپ نے) پھر پوچھا۔ اس نے پھر کہا کہ ہاں طبیعت بہت ہی ناساز تھی۔ کچھ نزع کی سی حالت تھی۔ خدا جانے ہمارے جانے تک زندہ رہیں یا فوت ہو جائیں۔ پھر حضرت خاموش ہو گئے۔ آخر اس نے پھر یکہ والے کو سخت تاکید شروع کی تو حضرت

نے کہا کہ تم اصل واقعہ کیوں نہیں بیان کر دیتے۔ کیا معاملہ ہے؟ تب اسنے کہا کہ اصل میں مائی صاحبہ فوت ہو گئی تھیں اِس خیال سے کہ آپ کو صدمہ نہ ہو یک دفعہ خبر نہیں دی۔ حضرت نے سُنکر اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھ دیا اور خدا کی رضا میں محو اور رست قلب، اس واقعہ پر ہر چند کہ وہ ایک حادثۂ عظیم تھا، سکون اور تسلّی سے بھرا رہا۔"

(حیات النبیؐ صـ۱۴۱، صـ۱۴۲)

(۳) جناب حافظ نور محمد صاحب نے بیان کیا کہ :۔

"جس وقت میرے والد صاحب مرحوم کا انتقال ہُوا تو اس کے بعد مَیں حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ آپؑ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ حافظ صاحب، اب بجائے والدین کے اللہ تعالیٰ کو سمجھو تمہارا کارساز اور متکفل ہوگا۔ چنانچہ تاحال اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل اور ذرّہ نوازی سے میری دستگیری فرمائی ہے۔" (سیرت المہدی حصہ دوم صـ۳۵۲)

(۴) حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم۔اے نے بیان فرمایا کہ:۔

"جب ہمارا چھوٹا بھائی مبارک احمد بیمار ہُوا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دن رات ان کی تیمارداری میں مصروف رہتے تھے اور بڑے فکر اور توجہ کے ساتھ اس کے علاج میں مشغول رہتے تھے۔ اور چونکہ حضرت صاحب کو اس سے بہت محبت تھی اس لئے لوگوں کا خیال تھا کہ اگر خدانخواستہ وہ فوت ہو گیا تو حضرت صاحب کو بہت صدمہ گزرے گا لیکن جب وہ صبح کے وقت فوت ہُوا تو فوراً حضرت صاحب بڑے اطمینان

کے ساتھ بیرونی احباب کو خطوط لکھنے بیٹھ گئے کہ مبارک احمد فوت ہو گیا ہے اور ہم کو اللہ کی قضا پر راضی ہونا چاہیئے۔ اور مجھے بعض الہاموں میں یہ بھی بتایا گیا تھا کہ یا یہ لڑکا بہت خدا رسیدہ ہوگا اور یا بچپن میں فوت ہو جائیگا سو ہم کو اِس لحاظ سے خوش ہونا چاہیئے کہ خدا کا کلام پُورا ہُوا۔"

(سیرت المہدی حصہ اوّل ۱۵۸)

(۵) حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے رضی اللہ عنہ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے حالات بیان فرماتے ہوئے فرمایا:۔

"آخر دس بجے صبح کے قریب نزع کی حالت پیدا ہو گئی اور یقین کر لیا گیا کہ اب بظاہر حالات بچنے کی کوئی صورت نہیں۔ اس وقت حضرت والدہ صاحبہ نہایت صبر اور برداشت کے ساتھ دعا میں مصروف تھیں اور سوائے ان الفاظ کے اور کوئی لفظ آپ رضی اللہ عنہا کی زبان پر نہیں آیا تھا کہ "خدایا ان کی زندگی دین کی خدمت میں خرچ ہوتی ہے تو میری زندگی بھی ان کو عطا کر دے" لیکن اَب جبکہ نزع کی حالت پیدا ہو گئی تو انہوں نے نہایت درد بھرے الفاظ سے روتے ہوئے کہا "خدایا اَب یہ تو ہمیں چھوڑ رہے ہیں لیکن تُو ہمیں نہ چھوڑیو۔" (سلسلہ احمدیہ صفحہ ۱۸۴)

(۶) محترمہ حسن بی بی صاحبہ اہلیہ ملک غلام حسین صاحب رہتاسی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ:۔

"میرا چھوٹا لڑکا کوئی چار پانچ سال کا تھا کہ اس کو سانپ نے کاٹ لیا مگر اس نے سانپ کو دیکھا نہ تھا اور یہ سمجھا تھا کہ اس کو کانٹا لگا ہے میں نے

بھی سُوئی سے جگہ پھول کر دیکھی۔ کچھ معلوم نہ ہوا لیکن جب بچّہ کو چھالہ ہو گیا اور سوج پڑ گئی تو معلوم ہوا کہ وہ کانٹا نہ تھا بلکہ سانپ نے کاٹا تھا جس کا زہر چڑھ گیا ہے۔ بچّہ چھٹے دن فوت ہو گیا تھا۔ جب حضور علیہ السلام کو علم ہوا تو حضورؐ نے افسوس کیا اور فرمایا مجھے کیوں پہلے نہیں بتایا میرے پاس سانپ کے زہر کی دوائی تھی۔ مجھے بچّہ کے فوت ہونے کا بہت غم ہوا تھا۔ مَیں نے رو رو کر بُرا حال کر لیا تھا۔ جب حضور کو حضرت اُمّ المؤمنینؓ نے یہ بات بتائی تو حضورؐ نے مجھے طلب فرما کر نصیحت کی اور بڑی شفقت سے فرمایا کہ دیکھو حسن بی بی یہ تو خدا کی امانت تھی اللہ تعالیٰ نے لے لی تم کیوں پریشان ہوتی ہو۔ اور فرمایا کہ ایک بڑی نیک عورت تھی۔ اس کا خاوند باہر گیا تھا جس دن اس نے واپس آنا تھا اتفاقاً اس دن اس کا جوان بچّہ جو ایک ہی تھا فوت ہو گیا تھا۔ اس عورت نے اپنے لڑکے کو غسل کو کفن دیکر ایک کمرہ میں رکھ دیا اور خود خاوند کے آنے کی تیاری کی۔ کھانے پکائے۔ کپڑے بدلے زیور پہنا۔ اور جب خاوند آیا تو اس کی خاطر داری میں مشغول ہو گئی۔ جب وہ کھانا کھا چکا اور آرام کر چکا تو اس نے کہا میں آپ سے ایک بات دریافت کرتی ہوں اور وہ یہ ہے کہ اگر کسی کی امانت کسی کے پاس ہو اور وہ اس کو واپس مانگے تو کیا کرنا چاہیئے۔ اس نے کہا کہ فوراً امانت کو شکریہ کے ساتھ واپس کر دینا چاہیئے۔ تو اس نیک بی بی نے کہا کہ ایک امانت آپ کے پاس بھی تو تھی۔ پھر وہ اپنے خاوند کو اس کمرہ میں لے گئی جہاں بچّہ کی نعش پڑی تھی اور کہا کہ اب اسے آپ بھی خدا کے سپرد کریں۔ یہ

اس کی امانت تھی جو اس کو دے دی گئی ہے۔ یہ سُنکر میرا دل ٹھنڈا ہو گیا اور مَیں نے اس وقت سے جزع فزع چھوڑ دی اور مجھے اطمینان حاصل ہو گیا۔ اس کے بعد مَیں نے اپنے خاوند سے کہا کہ مجھے اپنے وطن جہلم لے چلو۔ اس نے حضور سے اجازت طلب کی حضور نے فرمایا کہ تمہاری بیوی کو نیا نیا صدمہ پہنچا ہے وہاں جا کر پھر غم کرے گی اِس لئے مَیں ابھی اجازت نہیں دیتا۔ پھر عرصہ تین سال کے بعد جب اجازت ملی تو مَیں اپنے وطن گئی "

(سیرت المہدی حصہ چہارم غیر مطبوعہ ملے ۱۲۷۹)

(۷) حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے رضؓ تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

" وفات کے وقت حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کی عمر صرف ۴۷ سال کی تھی۔ اگست ۱۹۰۵ء میں مرض کاربنکل سے بیمار ہوئے اور قریباً دو ماہ بیمار رہ کر ۱۱ راکتوبر ۱۹۰۵ء کو نمونیہ کی زائد تکلیف سے اپنے محبوب حقیقی سے جا ملے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مولوی صاحبؓ کی وفات کا ایسا ہی صدمہ ہوا جیسے ایک محبت کرنے والے باپ کو ایک لائق بیٹے کی وفات کا ہوا کرتا ہے مگر آپ کی محبت کا اصل مرکزی نقطہ خدا کا وجود تھا اِس لئے آپ نے کامل صبر کا نمونہ دکھایا اور جب بعض لوگوں نے زیادہ صدمہ کا اظہار کیا اور اِس بات کے متعلق فکر ظاہر کیا کہ مولوی عبدالکریم صاحبؓ کی ذات کے ساتھ بہت سے کام وابستہ تھے اب ان کے متعلق کیا ہوگا تو آپؑ نے ایسے خیالات پر توبیخ فرمائی۔ چنانچہ فرمایا:۔

" مولوی عبدالکریم صاحب کی وفات پر حد سے زیادہ غم کرنا اور اس کی

نسبت یہ خیال کر لینا کہ اس کے بغیر آپ فلاں ہرج ہو گا ایک قسم کی مخلوق کی عبادت ہے کیونکہ جس سے حد سے زیادہ محبت کی جاتی ہے یا حد سے زیادہ اس کی جدائی کا غم کیا جاتا ہے وہ معبود کے حکم میں ہو جاتا ہے خدا تعالیٰ اگر ایک کو بلا لیتا ہے تو دوسرا اس کے قائم مقام کر دیتا ہے۔ وہ قادر اور بے نیاز ہے۔"

(سلسلہ احمدیہ ص ۱۴۹، ص ۱۵۰۔ از بدر ۲۹ ستمبر ۱۹۰۵ء)

۲۳۔ سادہ زندگی

(۱) جناب میاں عبداللہ صاحب سنوریؓ نے بیان کیا کہ:۔

"حضرت صاحب فرماتے تھے کہ مجھے وہ لوگ جو دنیا میں سادگی سے زندگی بسر کرتے ہیں بہت ہی پیارے لگتے ہیں۔"

(سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۲۶۶)

(۲) حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ نے بیان کیا کہ:۔

"... بعض دفعہ تو دیکھا گیا کہ آپ صرف سوکھی روٹی کا نوالہ ڈال لیا کرتے تھے اور پھر انگلی کا سرا شوربے سے تر کر کے زبان سے چھوا دیا کرتے تاکہ لقمہ نمکین ہو جائے۔ پچھلے دنوں جب آپ گھر میں کھانا کھاتے تھے تو آپ اکثر صبح کے وقت مکی کی روٹی کھایا کرتے اور اس کے ساتھ کوئی ساگ یا صرف لسی کا گلاس یا کچھ مکھن ہوا کرتا تھا یا کبھی اچار سے بھی لگا کر کھا لیا کرتے تھے آپ کا کھانا صرف اپنے کام کے لئے قوت حاصل کرنے کے لئے ہوا کرتا تھا نہ کہ لذتِ نفس کے لئے۔ بارہا آپ نے فرمایا کہ ہمیں کھانا کھا کر یہ بھی معلوم نہیں

ہؤا کہ کیا پکا تھا اور ہم نے کیا کھایا۔ ہڈیاں چُوسنے اور بڑا نوالہ اٹھانے، زور زور سے چپڑ چپڑ کرنے ڈکاریں مارنے یار کابیاں چاٹنے یا کھانے کے مدح و ذم اور لذائذ کا تذکرہ کرنے کی آپؑ کی عادت نہ تھی بلکہ جو پکتا تھا وہ کھا لیا کرتے تھے۔" (سیرت المہدی حصّہ دوم ۱۴۴)

(۳) حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے بیان کیا کہ:۔

"... ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ موسمِ گرما کی رخصتوں میں مَیں جموں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں قادیان آیا ہؤا تھا اور حضرت خلیفۂ اوّلؓ کے پاس (جہاں آپ مطلب کرتے تھے) بیٹھا ہؤا تھا کہ اچانک حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی وہاں اکیلے ہی تشریف لائے۔ چند ایک کتابیں آپؑ کے ہاتھ میں تھیں، اور بے تکلفی سے اس چٹائی پر بیٹھ گئے جہاں ہم دونوں بیٹھے تھے۔ اور حضرت مولوی صاحب کو مخاطب کرکے فرمایا۔ یہ چند نسخے سُرمہ چشم آریہ کے میرے پاس پڑے ہوئے تھے مَیں لایا ہوں کہ حسبِ ضرورت آپ تقسیم کر دیں۔ مَیں نے عرض کی کہ حضور ایک مجھے چاہیئے۔ حضور نے فوراً ایک نسخہ مجھے عطا فرمایا۔ یہ وہی نسخہ ہے جو اَب تک صادق لائبریری میں محفوظ ہے۔"

(ذکرِ حبیب صہ۲۱)

(۴) حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ نے بیان کیا کہ:۔

" ریاست کپورتھلہ نے حضرت اقدس میرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بُلانا چاہا مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس عزّت و حکومت کی نوکری سے انکار کر دیا اور حضرت والد صاحب قبلہ کی خدمت میں عرض

کیا کہ "مَیں کوئی نوکری کرنی نہیں چاہتا ہوں۔ دو جوڑے کھدّر کے کپڑوں کے بنا دیا کرو۔ روٹی جیسی بھی ہو بھیج دیا کرو۔"

(حیات النبی صفحہ ۱۸۵)

(۵) محترمہ سیّدہ زینب بیگم صاحبہ بنت ڈاکٹر عبدالستار شاہ صاحبؓ نے بیان کیا کہ :-

"ایک دن حضور علیہ السلام نے وضو کرنے کے بعد فرمایا کہ جاؤ اندر سے میری ٹوپی لے آؤ۔ جب مَیں گئی تو دیکھتی کیا ہوں کہ ایک معمولی سی ٹوپی پڑی ہے جس کو دیکھ کر مَیں واپس آگئی اور عرض کی کہ "حضور وہاں نہیں ہے" اسی طرح تین مرتبہ مَیں اندر جا کر واپس آتی رہی مگر مجھے یہ گمان نہ ہوا کہ یہ پرانی ٹوپی حضور کی ہوگی۔ صاحبزادہ مرزا مبارک احمد جو وہاں تھے انہوں نے فرمایا کہ مَیں لاتا ہوں۔ جب وہ وہی ٹوپی اُٹھا کر لائے جو مَیں نے دیکھی تھی تو مَیں حیران رہ گئی کہ اللہ اللہ کیسی سادگی ہے۔"

(سیرت المہدی حصّہ چہارم غیر مطبوعہ صفحہ ۱۵۶۸)

(۶) میاں شیخ محمد صاحب قریشی بیان کرتے ہیں کہ :-

"حضور علیہ السلام کا لباس بالکل سادہ ہوتا تھا۔ گرمیوں میں عام طور پر سفید ململ کی کھلے بازوؤں والی قمیص جو عموماً ہاتھ کی سلی ہوئی ہوتی تھی پہنا کرتے تھے۔ حضور علیہ السلام کو میری والدہ کے ہاتھ کے سلے ہوئے کپڑے بہت پسند ہوتے تھے۔ میری والدہ مرحومہ نے مجھے بتایا تھا کہ جب حضور علیہ السلام لاہور کے آخری سفر پر تشریف لے جانے والے تھے تو حضرت

اُمّ المومنین رضؓ نے مجھے ۱۹ ململ کے کُرتے سینے کے لئے دیئے۔ اس وقت مَیں نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا کہ یا حضرت! (قمیصوں) کے گلے کیسے ہوں؟ فرمایا گلے کا کوئی خیال نہ کرو خواہ تنگ ہو خواہ کھُلا۔ کیونکہ اُوپر کا بٹن تو مَیں لگاتا ہی نہیں۔ البتہ ان کے چاک ذرا لمبے رکھے جائیں تا کہ بیٹھنے میں آسانی ہو۔۔۔۔ حضور علیہ السلام کی جُوتی عموماً سُرخ داڑدار دیسی کھال کی ہوا کرتی تھی۔ اس پر تِلّے وغیرہ کا کام نہ ہوتا تھا۔ اگر کبھی اسکی ایڑی بیٹھ جاتی تب بھی حضور اسی طرح پر استعمال میں لاتے رہتے۔"

(الفضل جلد ۳۱ ۲۲؁)

(۷) حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی رضؓ مرحوم نے بیان کیا کہ :۔

"۔۔۔۔ ایک دفعہ کرنل الطاف علی خان صاحب نے مجھ سے کہا کہ مَیں حضرت صاحب سے تخلیہ میں ملنا چاہتا ہوں۔ کرنیل صاحب کوٹ پتلون پہنے اور ڈاڑھی مونچھ منڈوائے ہوئے تھے۔ مَیں نے کہا آپ اندر چلے جائیں باہر سے ہم کسی کو آنے نہ دیں گے۔ چنانچہ کرنیل صاحب اندر چلے گئے اور آدھ گھنٹہ کے قریب حضرت صاحب کے پاس تخلیہ میں رہے۔ کرنل صاحب جب باہر آئے تو چشم پُرآب تھے۔ مَیں نے ان سے پوچھا آپ نے کیا باتیں کیں جو ایسی حالت ہے۔ وہ کہنے لگے کہ جب مَیں اندر گیا تو حضرت صاحب اپنے خیال میں بوریئے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ حالانکہ بوریہ پر صرف آپ کا گھُٹنا ہی تھا اور باقی حصہ زمین پر تھا۔ مَیں نے کہا حضور زمین پر بیٹھے ہیں اور حضور نے یہ سمجھا کہ غالباً مَیں (کرنل صاحب) بوریئے پر بیٹھنا پسند نہیں کرتا اسلئے

حضور نے اپنا صافہ بوریئے پر بچھا دیا کہ آپ یہاں بیٹھیں۔ یہ حالت دیکھ کر میرے آنسو نکل پڑے اور مَیں نے عرض کی کہ اگرچہ مَیں ولایت میں عیسائی مذہب اختیار کر چکا ہوں مگر اتنا بے ایمان نہیں ہوں کہ حضور کے صافے پر بیٹھ جاؤں۔ حضورؑ فرمانے لگے کہ کچھ مضائقہ نہیں آپ بلا تکلف بیٹھ جائیں مگر مَیں صافے کو ہاتھ سے ہٹا کر بوریہ پر بیٹھ گیا۔۔۔"

(سیرت المہدی حصہ چہارم غیر مطبوعہ ص ۱۰۴۵)

(۸) شیخ محمد صاحب قریشی نے بیان کیا کہ:۔

"حضور علیہ السلام کی جوتی عموماً سُرخ دانے دار دیسی کھال کی ہوا کرتی تھی۔ اس پر تِلّے وغیرہ کا کام نہ ہوتا تھا۔ اگر کبھی اس کی ایڑی بیٹھ جاتی تو حضور اسے درست فرمانے کی کوشش نہ فرماتے بلکہ ویسے ہی استعمال کرتے رہتے۔ بعض دفعہ ایک پاؤں کی ایڑی سالم ہوتی اور دوسرے کی بیٹھ جاتی تب بھی حضور اسی طور پر استعمال میں لاتے رہتے۔" (الفضل جلد ۳۱ ص ۲۲)

(۹) میاں عبدالرشید صاحب ولد میاں چراغ دین صاحب مرحوم لاہوری نے بیان کیا کہ:۔

"جس وقت مسجد مبارک کے آگے مرزا نظام الدین صاحب نے دیوار بنا دی۔ اس وقت مَیں قادیان میں ہی تھا۔ حضرت میر ناصر نواب صاحب اس جگہ کا نقشہ بنا رہے تھے تا کہ عدالت میں پیش کیا جائے۔ اس وقت بارش بہت زور سے ہو رہی تھی۔۔۔ اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ

تعالیٰ جو اس وقت بچہ تھے میرے پاس بیٹھ کر سیاہی وغیرہ بنا رہے تھے۔
.... حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک میٹھی روٹی میرے لئے تیار کروا کر
خادمہ کے ہاتھ بھیجی اس کے بعد یہ نقشہ حضور کی خدمت میں پیش ہوا جس
سے حضور بہت خوش ہوئے اور دعا فرمائی۔"

(الفضل جلد ۲۹ ص۱۹۲)

۴۲۔ کسی کام کو اپنی عزت کے خلاف نہ سمجھنا

(۱) حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے نے بیان کیا کہ:۔
"گھر کے کام کاج میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طبیعت نہایت
درجہ سادہ اور تکلفات سے آزاد تھی۔ ضرورت کے موقعہ پر نہایت معمولی
معمولی کام اپنے ہاتھ سے کر لیتے تھے اور کسی کام میں عار نہیں محسوس کرتے
تھے۔ مثلاً چارپائی یا بکس وغیرہ اُٹھا کر ادھر اُدھر رکھ دینا یا بستر بچھانا یا
لپیٹنا یا کسی مہمان کے لئے کھانے یا ناشتہ کے برتن لگا کر ایک جگہ سے
دوسری جگہ لے جانا وغیرہ وغیرہ۔ خاکسار کو یاد ہے کہ وبائی امراض کے
ایام میں بسا اوقات حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود بھنگن کے سر پر
کھڑے ہو کر نالیوں کی صفائی کرواتے تھے اور بعض اوقات نالیوں میں
خود اپنے ہاتھ سے پانی بہا کر فینائل وغیرہ ڈالتے تھے۔ غرض حضرت
مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی ہر جہت سے بالکل سادہ اور تکلفات
کی آلائش سے بالکل پاک تھی۔" (سلسلہ احمدیہ ص۲۱۱، ص۲۱۲)

(۲) حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے بیان کیا کہ :-

"ایک دفعہ مَیں وضو کے واسطے پانی کی تلاش میں لوٹا ہاتھ میں لئے اس دروازہ کے اندر گیا جو مسجد مبارک میں سے حضرت صاحب کے اندرونی مکانات کو جاتا ہے تاکہ وہاں حضرت صاحب کے کسی خادم کو لوٹا دے کر پانی اندر سے منگواؤں۔ اتفاقاً اندر سے حضرت صاحب تشریف لائے۔ مجھے کھڑا دیکھ کر فرمایا۔ آپ کو پانی چاہیئے؟ مَیں نے عرض کی۔ ہاں۔ حضور نے لوٹا میرے ہاتھ سے لے لیا اور فرمایا مَیں لا دیتا ہوں۔ اور خود اندر سے پانی ڈال کر لے آئے اور مجھے عطا فرمایا۔"

(ذکرِ حبیبؑ صفحہ ۳۲۶)

(۳) محترمہ مراد خاتون صاحبہ اہلیہ محترمہ جناب ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب مرحومؓ نے بیان کیا کہ :-

"ایک دفعہ حضرت اُمّ المومنینؓ اور سب نے مِل کر آم کھائے جس سے صحن میں چھلکوں کی وجہ سے بہت سی مکھیاں آگئیں۔ اس وقت مَیں بھی وہاں ہی بیٹھی تھی۔ کچھ خادمات بھی موجود تھیں۔ حضرت اقدس نے خود ایک لوٹے میں فینائل ڈال کر سب صحن میں چھلکوں کے ڈھیروں پر اپنے ہاتھ سے ڈالی۔"

(سیرت المہدی حصہ چہارم غیر مطبوعہ نمبر ۱۵۱۸)

(۴) حضرت منشی ظفر احمد صاحب مرحوم کپورتھلویؓ نے بیان کیا کہ :-

"ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام دہلی سے واپسی پر امرتسر اُترے۔ حضرت اُمّ المومنین رضؓ بھی ہمراہ تھیں۔ حضورؑ نے ایک صاحبزادہ کو جو غالباً میاں بشیر احمد صاحب تھے گود میں لیا اور ایک وزنی بیگ دوسری بغل میں لیا اور مجھے فرمایا آپ پاندان لے لیں۔ مَیں نے کہا حضور مجھے یہ بیگ دے دیں۔ آپؑ نے فرمایا۔ نہیں۔ ایک دو دفعہ میرے کہنے پر حضورؑ نے یہی فرمایا تو مَیں نے پاندان اُٹھا لیا اور ہم چل پڑے۔ اتنے میں دو تین جوان عمر انگریز جو اسٹیشن پر تھے انہوں نے مجھ سے کہا کہ حضور سے کہو ذرا کھڑے ہو جائیں۔ چنانچہ مَیں نے عرض کی کہ حضور یہ چاہتے ہیں کہ حضور ذرا کھڑے ہو جائیں۔ حضور کھڑے ہو گئے اور انہوں نے اسی حالت میں حضور کا فوٹو لے لیا۔"

(سیرت المہدی حصہ چہارم غیر مطبوعہ ۱۰۷۵)

(۵) حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے بیان کیا کہ :-

"ایک دفعہ مَیں لاہور سے قادیان آیا ہوا تھا۔ غالباً ۱۸۹۷ء یا ۱۸۹۸ء کا واقعہ ہوگا۔ مجھے حضرت صاحب نے مسجد مبارک میں بٹھایا جو کہ اس وقت ایک چھوٹی سی جگہ تھی۔ فرمایا کہ آپ بیٹھیے مَیں آپ کے لئے کھانا لاتا ہوں۔ یہ کہہ کر آپ اندر تشریف لے گئے۔ میرا خیال تھا کہ کسی خادم کے ہاتھ کھانا بھیج دیں گے مگر چند منٹ کے بعد جبکہ کھڑکی کھلی تو مَیں کیا دیکھتا ہوں کہ اپنے ہاتھ سے سینی اُٹھائے ہوئے میرے لئے کھانا لائے ہیں۔ مجھے دیکھ کر فرمایا کہ آپ کھانا کھائیے مَیں پانی لاتا ہوں۔

بے اختیار رقت سے میرے آنسو نکل آئے کہ جب حضرت ہمارے مقتدا۔ پیشوا ہو کر ہماری یہ خدمت کرتے ہیں تو ہمیں آپس میں ایک دوسرے کی کس قدر خدمت کرنی چاہیئے۔"

(ذکرِ حبیب صفحہ ۳۲۷)

(۶) محترمہ برکت بی بی صاحبہ اہلیہ میاں اللہ یار صاحب ٹھیکیدار نے بیان کیا کہ:۔

"ایک دفعہ ہم پر بہت قرض ہو گیا تھا۔ مَیں نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ" لکڑی کا کاروبار کرو۔" چنانچہ لکڑی کے کاروبار سے ہم کو بہت فائدہ ہوا۔"

(سیرت المہدی حصّہ چہارم غیر مطبوعہ ۱۵۲۸)

۲۵۔ وفاداری

(۱) حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے بیان کیا کہ:۔

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا "لکھا ہے کہ ایک مسلمان پر کچھ مصیبت کے دن آئے۔ بھوک لگی تو ایک یہودی کے مکان پر کچھ مانگنے کے لئے گیا۔ یہودی نے اس کو چار روٹیاں دیں۔ جب وہ روٹیاں لے کر نکلا تو اس گھر کا کتا بھی اس کے پیچھے ہو لیا اس شخص نے یہ خیال کر کے کہ شائد ان روٹیوں میں سے کتے کا بھی کچھ حصّہ ہے ایک روٹی کتے کے آگے پھینک دی اور آگے چل دیا۔ کتا اس روٹی کو

جلدی جلدی کھا کر پھر پیچھے پیچھے ہو لیا۔ تب اس نے خیال کیا کہ شائد اس کُتے کا خیال ہے کہ مَیں جو اس گھر کا رہنے والا ہوں میرا حصّہ ان روٹیوں میں نصف ہے اس نے دوسری روٹی بھی کُتے کو دے دی مگر کُتا اس کو بھی کھا کر اس کے پیچھے ہو لیا۔ پھر جب اس نے معلوم کیا کہ کُتا پیچھا نہیں چھوڑتا تو اسے خیال گزرا کہ شائد تین حصّے اس کے ہوں اور ایک حصّہ میرا ہو۔ اس لئے اس نے ایک روٹی اور ڈال دی۔ مگر کُتا وہ روٹی کھا کر بھی واپس نہ گیا۔ تب اسے کُتے پر غصّہ آیا اور کہا۔ تُو بڑا بد ذات ہے مَیں چار روٹیاں مانگ کر لایا تھا مگر ان میں سے تین کھا کر بھی پیچھا نہیں چھوڑتا۔ خدا تعالیٰ نے اس وقت کُتے کو بولنے کے لئے زبان دیدی۔ تب کُتے نے جواب دیا کہ "مَیں بد ذات نہیں ہوں۔ مَیں خواہ کتنے فاقے اٹھاؤں مگر مالک کے سوائے دوسرے کے گھر پر نہیں جاتا۔ بد ذات تو تُو ہے جو دو فاقے ہی اُٹھا کر کافر کے گھر مانگنے کے لئے آگیا۔ تب وہ مسلمان یہ جواب سُنکر اپنی حالت پر بہت پشیمان ہُوا۔

ایسے ہی گورداسپور میں ایک بلّی تھی۔ خواہ کچھ ہی اس کے پاس پڑا رہے مگر وہ بغیر اجازت کچھ نہ کھاتی تھی۔ ایک دفعہ بعض دوستوں نے اس بلّی کے مالک کو کہا کہ ہم بھی تجربہ کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے حلوا۔ دودھ۔ چھیچھڑے وغیرہ بلّی کے پاس رکھ کر باہر سے قفل لگا دیا۔ تین دن کے بعد جو دیکھا کہ بلّی تو مری پڑی تھی اور وہ کھانا اسی طرح صحیح و سالم موجود تھا۔

یہ حیوانوں کی وفا اور استقامت کا حال ہے۔ اگر اونیٰ مخلوقات کے صفاتِ حسنہ بھی انسان میں نہ پائی جائیں تو پھر وہ کس خوبی کے لائق ہے۔" (ذکرِ حبیب صـ۱۵۱)

(۲) حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ نے بیان کیا کہ:۔

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "میں کچھ بیان نہیں کر سکتا کہ میرا کونسا عمل تھا جس کی وجہ سے یہ عنایت میرے شاملِ حال ہوئی۔ صرف اپنے اندر یہ احساس کرتا ہوں کہ فطرتاً میرے دِل کو خدا تعالیٰ کی طرف وفاداری کے ساتھ ایک کشش ہے جو کسی چیز کے روکنے سے رُک نہیں سکتی۔ سو یہ اسی کی عنایت ہے۔"

(حیات النبیؐ صـ۸۷)

۲۶۔ افسروں کی اطاعت

(۱) حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ:۔

"ایک مخلص مہمان باہر سے یہاں آئے ہوئے تھے۔ وہ اب بھی یہاں ہی ہیں انہوں نے ایک مرتبہ لنگر کے ایک ملازم کے ساتھ سختی کی تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا" وہ ہمارا نمائندہ ہے اس کے ساتھ سختی گویا ہمارے ساتھ سختی ہے۔"

(الفضل جلد ۲۳ نمبر ۱۶۸)

(۲) میرزا عزیز احمد صاحب ایم۔اے نے بیان کیا کہ:۔

"۱۹۰۷ء میں کالج کے طلباء نے انگریز پروفیسران کے خلاف ایک سٹرائک کی جس میں مَیں بھی شامل ہو گیا مگر دوسرے احمدی طلباء مولوی محمد دین صاحب، صوفی غلام محمد صاحب اس میں شامل نہ ہوئے۔ اس بنا پر حضرت اقدس نے مجھے جماعت سے خارج کر دیا۔ مَیں تو خاموش رہا مگر حضرت والد صاحب نے خود مجھے ایک معافی نامہ تحریر کر کے بھیجا اور لکھا کہ مَیں اس کی نقل کر کے اور اوپر دستخط کر کے فوراً بلا تاخیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ارسال کر دوں۔ چنانچہ مَیں نے ایسا ہی کیا جس پر میری معافی کا اعلان ہو گیا۔"

(الفضل جلد ۳۰ ص۲۴۵)

(۳) حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۷ مئی ۱۹۰۷ء کو ایک اشتہار میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"مَیں انصاف اور ایمان کی رُو سے اپنا فرض دیکھتا ہوں کہ اس گورنمنٹ کی شکر گزاری کروں اور اپنی جماعت کو اطاعت کے لئے نصیحت کرتا رہوں۔ سو یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ ایسا شخص ہماری جماعت میں داخل نہیں رہ سکتا جو اِس گورنمنٹ کے مقابلہ میں کوئی باغیانہ خیال دل میں رکھے۔ اور میرے نزدیک یہ سخت بد ذاتی ہے کہ جس گورنمنٹ کے ذریعہ سے ہم ظالموں کے پنجے سے بچائے جاتے ہیں اور اس کے زیرِ سایہ ہماری جماعت ترقی کر رہی ہے اس کے احسان کے ہم شکر گزار

نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے ھل جزاء الاحسان إلا الاحسان ۔یعنی احسان کا بدلہ احسان ہے۔ اور حدیث شریف میں بھی ہے کہ جو انسان کا شکر نہیں کرتا وہ خدا کا شکر بھی نہیں کرتا۔"

(تبلیغِ رسالت حصّہ دہم صفحہ ۱۲۳، صفحہ ۱۲۴)

۲۷۔ عدل و انصاف

(۱) حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے بیان کیا کہ :۔

"حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ بہت جوشیلے آدمی تھے اور عموماً لوگوں کو بُرے کاموں سے سختی کے ساتھ روکتے اور نیکیوں کی طرف متوجہ کرتے رہتے تھے۔ ایک دن مطب میں بیٹھے ہوئے آپ نے میاں اللہ دین فلاسفر کو کسی بات پر روکا مگر فلاسفر صاحب نے مقابلہ کیا جس پر ایک حاضر الوقت پہلوان نے اسے پکڑا اور مارا۔ اور مولوی صاحب مرحوم نے بھی اسے مارا۔ وہ بلند آواز سے شور مچاتا ہوا چیختا پکارتا باہر صحن میں سے گزرتا ہوا اس گلی میں سے گزرا۔ جہاں سے حضرت صاحب کو اس کی آواز جاسکتی تھی۔ اس کی چیخ و پکار سُنکر حضرت صاحبؑ نے آدمی بھیجا اور دریافت کیا اور اسے کچھ نقدی اور کھانے کے واسطے بھیجا اور تشفی دی کہ اسے اذیت دینے والوں سے باز پرس کی جاوے گی۔ مولوی صاحب کی طرف بھی پیغام آیا اور کیفیت طلب کی گئی۔ نماز مغرب کے واسطے جب حضرت صاحب تشریف لائے تو چونکہ

گرمی کا موسم تھا مسجد مبارک کی دوسری چھت پر جو اس وقت ہنوز وسیع نہیں ہوئی تھی حضرت صاحب ٹہل رہے تھے اور آپ کا چہرہ مبارک سُرخ تھا۔ آپ مولوی عبدالکریم صاحبؓ سے خفا ہوئے۔ فرمایا "خدا کا رسُول جب تمہارے درمیان ہے تو تمہارے لئے کس طرح مناسب تھا کہ ایسی جرأت کرتے" مولوی عبدالکریم صاحب مرحومؓ بہت شرمندہ ہوئے اور رو پڑے اور معافی مانگی۔ تب حضرت صاحب شاہ نشین پر بیٹھ گئے اور دعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے اور ساری جماعت نے دعا کی اور کئی ایک طرف سے رونے کی آواز آ رہی تھی۔ سب پر رقّت طاری ہوئی۔ اور مولوی عبدالکریم صاحبؓ نے فلاسفر صاحب کو بُلا کر ان سے معافی مانگی اور انہیں کچھ دے کر خوش کیا۔"

(ذکرِ حبیب ص۲۴، ص۲۵)

۲۸۔ رحمدلی

(۱) حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے بیان کیا کہ :-

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقعہ پر فرمایا کہ "ایک مرتبہ مَیں باہر سیر کو جا رہا تھا۔ ایک پٹواری عبدالکریم میرے ساتھ تھا۔ وہ ذرا آگے تھا اور مَیں پیچھے۔ راستہ میں ایک بڑھیا کوئی ۷۰ یا ۷۵ برس کی ضعیفہ ملی۔ اس نے ایک خط اُسے پڑھنے کو کہا مگر اس نے اسکو جھڑکیاں دے کر ہٹا دیا۔ میرے دِل پر چوٹ سی لگی۔ اس نے وہ خط مجھے

دیا۔ میں اس کو لے کر ٹھہر گیا اور اس کو پڑھ کر اچھی طرح سمجھا دیا۔ اس پر پٹواری کو بہت شرمندہ ہونا پڑا۔ کیونکہ ٹھہرتا تو پڑتا اور ثواب سے محروم رہا۔" (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۴۲ مطبوعہ ۱۹۳۶ء)

(۴) میاں امام الدین صاحب سیکھوانی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ:۔

"بہت ابتدائی زمانہ کا ذکر ہے کہ مولوی غلام علی صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ بندوبست ضلع گورداسپور مرزا نظام دین صاحب کے مکان میں آکر ٹھہرے ہوئے تھے۔ ان کو شکار دیکھنے کا شوق تھا۔ وہ مرزا نظام دین صاحب کے مکان سے باہر نکلے اور ان کے ساتھ چند کس سانسی بھی جنہوں نے کتے پکڑے ہوئے تھے نکلے۔ مولوی غلام علی صاحب نے شائد حضرت صاحب کو پہلے سے اطلاع دی ہوئی تھی یا حضرت صاحب خود ان کی دلداری کے لئے باہر آگئے۔ بہرحال اس وقت حضرت صاحب بھی باہر تشریف لے آئے اور آپ آگے آگے چل پڑے اور ہم پیچھے پیچھے جا رہے تھے۔ اس وقت حضرت صاحب کے پاؤں میں جو جوتا تھا وہ شائد ڈھیلا ہونے کی وجہ سے ٹھپک ٹھپک کرتا جاتا تھا مگر وہ بھی حضرت صاحب کو اچھا معلوم ہوتا تھا۔ چلتے چلتے پہاڑی دروازہ پر چلے گئے۔ وہاں ایک مکان سے سانسیوں نے ایک بلے کو چھیڑ کر نکالا۔ یہ بلا شائد جنگلی تھا جو وہاں چھپا ہوا تھا جب وہ بلا مکان سے باہر بھاگا تو تمام کتے اس کو پکڑنے کے لئے دوڑے یہاں تک کہ اس بلے کو انہوں نے چیر پھاڑ کر رکھ دیا۔ یہ حالت دیکھ کر

حضرت صاحب چپ چاپ واپس اپنے مکان کو چلے آئے اور کسی کو خبر نہ کی معلوم ہوتا ہے کہ یہ صدمہ دیکھ کر آپ نے برداشت نہ کیا اور واپس آگئے۔" (سیرت المہدی حصہ سوم ۹۳۴)

۲۹۔ گالی گلوچ سے پرہیز

(۱) حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ نے بیان کیا کہ:۔

"مَیں نے کبھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان سے گالی یا گالی کا ہمرنگ لفظ نہیں سُنا۔ زیادہ سے زیادہ بے وقوف جاہل یا احمق کا لفظ فرمادیا کرتے تھے۔ اور وہ بھی کسی ادنیٰ طبقہ کے ملازم کی کسی سخت غلطی پر شاذونادر کے طور پر۔" نیز حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اےؓ نے بیان کیا کہ:۔

"مجھے جہاں تک یاد ہے عموماً حضرت صاحب کسی ملازم کی سخت غلطی یا بیوقوفی پر جانور کا لفظ استعمال کرتے تھے جس سے منشاء یہ ہوتا تھا کہ تم نے جو یہ فعل کیا ہے یہ انسان کے شایانِ شان نہیں۔ بلکہ جانوروں کا سا کام ہے۔"

(سیرت المہدی حصہ دوم ۱۳۲۹)

(۲) محترمہ فضل النساء بیگم صاحبہ اہلیہ مولوی ارجمند خان صاحب نے بیان کیا کہ:۔

"مَیں نے حضرت اُمّ المومنین صاحبہؓ سے سُنا ہے کہ ایک دفعہ

ایک بچّہ باہر کسی سے یہ گالی سُنکر آیا کہ "سور کا بچّہ گُو کھانا" جب اس نے گھر میں اس کو دُہرایا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سُن کر فرمایا "اِدھر آؤ میں تمہیں بتاؤں۔ اِس طرح نہیں بلکہ اِس طرح کہا کرو "باپ کا بچّہ گُڑ کھانا" پھر وہ اسی طرح کہنے لگا۔"

(سیرت المہدی حصّہ چہارم غیر مطبوعہ ص۱۵۹)

اخلاقِ حسنہ

ارشادات حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانیؓ

"عادت کا زمانہ بچپن کا زمانہ ہوتا ہے اور علم کا زمانہ جوانی کا زمانہ ہوتا ہے۔" (الفضل ۴/۳۸ ۲۲)

"بچہ کی تربیت چھوٹی عمر سے شروع ہونی چاہیئے۔" (الفضل ۳/۴۴ ۱)

"خدام الاحمدیہ کو تعلیم کے عام کرنے کی طرف خاص توجہ کرنی چاہیئے اگر وہ یہ کر لیں تو جماعت کے اخلاق بھی بلند ہو سکتے ہیں۔۔۔ کتابیں پڑھنے سے ان کا ذہن صیقل ہوگا اور پھر اخلاق بلند ہوں گے۔"

(الفضل ۳/۳۹ ۲۸)

"حسنِ سلوک میں کسی مذہب کی قید نہیں ہونی چاہیئے۔"

(الفضل ۴/۳۸ ۲۲)

"سچ کے بغیر اخلاق درست نہیں ہو سکتے۔" (الفضل ۴/۳۹ ۲۲)

"سچائی کو اپنا معیار قرار دو۔" (الفضل ۴/۳۸ ۱۰)

"کسی قوم کو نیک اخلاق کی عادت ڈال دو وہ خود بخود باقی اقوام پر غالب آنے لگ جائے گی۔" (الفضل ۴/۳۸ ۲۲)

ایک ضروری وضاحت

ص۱۲ کی دوسری روایت میں آیا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ ہر نبی کا ایک کلمہ ہوتا ہے۔ مرزا صاحب کا یہ کلمہ ہے "میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔" (بحوالہ سیرۃ المہدی حصہ سوم روایت ۹۷۴)

اِس روایت میں لفظ کلمہ سے غلط فہمی نہیں ہونی چاہیئے کہ ہر نبی کا کلمہ کلمہ توحید لا الٰہ الّا اللہ محمد رسول اللہ کی طرح ہوتا تھا جسے ان کے مذہب کا رکن قرار دیا جاتا تھا۔ ایسا کلمہ جو دین کا رکن ہو صرف کلمۂ توحید ہے یا کلمۂ شہادت جیسے لا الٰہ اِلّا اللہ محمد رسول اللہ اور اشہد ان لا الٰہ اِلّا اللہ و اشہد ان محمدًا عبدہٗ و رسولہٗ۔ اس کی نقل میں دعاء گنج العرش میں کئی انبیاء کے کلمے بنائے گئے ہیں۔ جیسے لا الٰہ الّا اللہ آدم صفی اللہ۔ لا الٰہ الّا اللہ موسیٰ کلیم اللہ اور لا الٰہ الّا اللہ عیسیٰ روح اللہ۔ مگر یہ کلمات قرآنِ مجید میں ان نبیوں کی صفات کو دیکھ کر بنائے گئے ہیں۔ درحقیقت ان انبیاء کی اُمتوں میں اس طرح کا کوئی کلمہ جاری نہیں ہوُا ورنہ اس وقت تک ان میں سے کسی نبی کا کلمہ تو ان کی اُمتوں میں رائج ہوتا۔

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کے بیان میں جو ہر نبی کے لئے کلمہ کا لفظ آیا ہے اس سے مُراد ان کی تعلیم کا مخصوص ماٹو تھا جو اصلاحِ خلق میں ان انبیاء کے مدِّ نظر ہوتا تھا۔ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام

کا نصب العین صرف بنی اسرائیل کی اصلاح تھا۔ حضرت موسیٰ کا زیادہ زور اپنی قوم کی آزادی پر تھا اور یہ ان کا خاص نصب العین تھا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو متحد رکھنے کا نصب العین اپنے سامنے رکھا حضرت شعیب ناپ تول کو ٹھیک کرنا چاہتے تھے اور حضرت لوط علیہ السلام لوگوں سے بے حیائی کی باتیں چھڑوانے میں مصروف رہے اور یہی ان کا خاص نصب العین تھا۔

تو اس جگہ کلمہ سے حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کی مراد ہر نبی کا مخصوص نصب العین ہے اور آپ نے یہ بتایا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مخصوص نصب العین یہ ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کیا جائے۔

"میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا" کے عہد کو اس عبارت میں کلمہ قرار دیا گیا ہے اس لئے کہ یہ عہد ایک فقرہ پر مشتمل ہے۔ اور خود یہ فقرہ بتاتا ہے کہ اس عبارت میں لا الٰہ الّا اللہ محمد رسول اللہ کی طرح کا کوئی کلمہ مراد نہیں۔

اور اسی عہد کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو یہ توفیق عطا فرمائی کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم کئے ہوئے ہے اور اس کے افراد مالی و جانی قربانیوں کے لئے ہر دم تیار رہتے ہیں۔

طبع اوّل: ۱۹۴۴ء ؛ طبع دوم: ۱۹۷۲ء : تین ہزار
طبع سوم: ۱۹۷۳ء : دو ہزار
ناشر:۔ محمد شفیق قیصر مہتمم اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ۔